

جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

# القول المحتاط في جواز الحيلة والاسقاط

تصنيف

حضرت مولانا اظہار اللہ صاحب ہزاروی

پیام گلی آگے (ماہنامہ ہزارہ)



رضا اکیڈمی لاہور

صفحہ نمبر	مضامین
7	۱۔ ریلواریہ
14	۲۔ ریلواریہ
17	۳۔ مسلمان کے لیے بیماری باعث رحمت ہے
18	۴۔ یادداشت
18	۵۔ یادداشت کا آواز
18	۶۔ مسئلہ
19	۷۔ میت کو غسل دینے کی فضیلت
20	۸۔ غسل دینے کا طریقہ
20	۹۔ مسئلہ
21	۱۰۔ غن کا بیان
22	۱۱۔ کفن پہنانے کا طریقہ
23	۱۲۔ جنازہ لے چلنے کی فضیلت
24	۱۳۔ مسکن اور کمال مسکن
28	۱۴۔ نماز جنازہ کی فضیلت
29	۱۵۔ نماز جنازہ کی تسبیحیں
30	۱۶۔ نماز جنازہ کا طریقہ

نائب:..... القول المختار فی جواز الجلیۃ والا سقاط

الف:..... حضرت مولانا مفتی غلام جان قادری رضوی ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

..... حضرت مولانا ظہیر اللہ صاحب ہزاروی

رئیس:..... حضرت مولانا غلام فرید ہزاروی جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

نمید:..... مولانا محمد منشا تالیش قصوری

اراقول:..... رجب المرجب ۱۴۲۳ھ / ستمبر ۲۰۰۲ء

طبع:..... احمد سجاد آرٹ پریس، لاہور فون: 7357159

انشر:..... رضا اکیڈمی لاہور

ہدینہ:..... دعائے خیر بحق معاذین رضا اکیڈمی لاہور

نوٹ

بیرون جات کے حضرات بیس روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر

طلب فرمائیں

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ)

محبوب روڈ۔ رضا چوک۔ مسجد رضا۔ چاہ میراں فون: 7650440

لاہور نمبر ۳۹

31	مسئلہ
31	مسئلہ
31	مسئلہ
31	قبر و قفن
33	میت کو لٹو دینے والی چیزیں
34	صدقہ و خیرات سے مردے کو غسل ہوتے ہیں
34	صحابہ کرام کا طریقہ
35	جسد کی رات کو صدقہ کرنا
36	ایک سال اور بالخصوص چالیس دنوں تک صدقہ کرنا
37	مسئلہ
38	قبر پر قرآن پڑھنا
38	ہر زمانہ میں مسلمانوں کا یہی طریقہ ہے
39	صحابہ کرام کا طریقہ
39	زیارت قبور
40	مردے زیارت کرنے والے کو جانتے ہیں اور سلام سنتے ہیں
42	اولیاء اللہ کے مزارات پر دعا کرنے کا طریقہ
42	دعا بھی نفع مند ہے
44	دعا زندوں کی طرف سے مردوں کے لئے تھوڑی ہے
44	زندوں کی دعا سے میت کے درجات بلند ہوتے ہیں
45	زندوں کی دعا سے مردوں کے گناہ مٹتے ہوئے ہیں
45	نماز جنازہ سے پہلے دعا

47	نماز کا طریقہ
47	دعا جنازہ جنازہ
49	سیدہ عائشہ نے حضرت طلحہؓ کی نماز جنازہ پڑھنے کے بعد دعا کی
50	دعا جنازہ جنازہ
51	انہی مہاں اور ابن عمرؓ سے دعا جنازہ جنازہ کا ثبوت
52	ابن مسعودؓ کی دعا جنازہ کا طریقہ
52	جنازہ جنازہ دعا جنازہ جنازہ
52	قنوی کی دعا انجیر شریف
53	قنوی کی دعا ریاست کوئٹہ
53	قنوی کی دعا بنگلہ
53	قنوی کے وقت قبر پر اجتماعی دعا
54	نماز جنازہ کے بعد دعا سے میت کی مدد کی جاتی ہے
55	دعا کے لئے اہتمام
55	مسلمانوں کا نماز جنازہ میں اجتماع کا اہتمام
56	چالیس مسلمانوں کے نماز جنازہ میں اجتماع کا اہتمام
57	دعا جنازہ جنازہ جنازہ جنازہ جنازہ جنازہ
60	اسی صورت کی تاکید قاعدہ مناف سے ہوتی ہے
62	استفتاء
63	اقسام بدعت
64	مکرر و حکم شرعی ہے اس کے لئے دلیل ضروری ہے

وہی بنا وکیل باطل ہے

راے حق سے دشمنی مولانا اور شاہ وچ بندگی کا فتویٰ

تدویر مذہب

قرآن پاک کلمہ یہ میں دینا

قرآن کا مال ہونا

علماء کا رویہ کا فتویٰ

علامہ ابو بندہ کے یہ و سر شہد مولانا رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں

قائدہ

تدویر مذہب یہ نسخ القرآن کا فائدہ

تدویر مذہب کی شرائط

64

64

69

71

72

73

74

76

78

79

## تقریظ فرید

۳۵۱/

مولانا غلام فرید ہزاروی، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

مولانا اظہار اللہ صاحب جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے ان فضلاء میں سے ہیں جنہوں نے علوم اسلامیہ کی تکمیل کے ساتھ ساتھ اپنے عالی مرتبت اساتذہ اور بالخصوص مفتی اعظم پاکستان مولانا عبدالقیوم صاحب ہزاروی کی سرپرستی میں تحقیق کی راہ اپنائی۔ مولانا نے اس سے قبل قابل ذکر کتابیں ”دروود دعا“ اور ”ظہار الاذکار“ تصنیف فرمائیں، جن کو ہر خاص و عام نے سراہا۔

زیر نظر رسالہ حقوق میت بھی ان کی تحقیق کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ جس میں مولانا نے بڑی جامعیت کے ساتھ خاص طور پر مسئلہ تدویر مذہب مع المصنف کو دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے۔

مسئلہ حیلہ خود ساختہ نہیں ہے۔ قرآن و احادیث اور فقہاء کرام سے اس کا ثبوت

ملتا ہے۔

## حیلہ کی تعریف اور اقسام

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

کسی خفیہ طریقہ سے مقصود کے حاصل کرنے کو حیلہ کہتے ہیں۔ علماء کے نزدیک

اس کی کئی اقسام ہیں:

ا۔ اگر جائز طریقہ سے کسی کا حق (خواہ اللہ کا حق ہو جیسے زکوٰۃ یا بندہ کا حق



ہو) باطل کیا جائے یا کسی باطل (مثلاً سود، رشوت اور گھڑی وغیرہ) کو حاصل کیا جائے تو یہ حیلہ حرام ہے۔

۲۔ اگر جائز طریقہ سے کسی حق کو حاصل کیا جائے یا کسی باطل یا ظلم کو دفع کیا جائے تو یہ حیلہ مستحب یا واجب ہے۔

۳۔ اگر جائز طریقہ سے کسی ضرر سے محفوظ رہا جائے تو یہ حیلہ مستحب یا مباح ہے۔

۴۔ اگر جائز طریقہ سے کسی مستحب کو ترک کرنے کا حیلہ کیا جائے تو یہ مکروہ ہے۔

(فتح الباری ج ۲ ص ۳۲۶ مطبوع دار نشر المکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ)

## قرآن اور سنت میں حیلہ کا ثبوت

حیلہ کی اصل قرآن مجید کی اس آیت میں ہے:

وَعَدَ بَعْدُ ۖ ضَعُفًا فَاضْرِبْ بِهِ وَلَا تَحْنُثْ (س ۲۴)

”اور (اے ایوب آپ) اپنے ہاتھ میں ٹکڑوں کی ایک جھاڑو لے لیں، پھر اس سے ماریں اور اپنی قسم نہ توڑیں۔“

حضرت الیاب علیہ السلام کسی وجہ سے اپنی بیوی سے ناراض ہو گئے اور یہ قسم کھالی کہ وہ صحت یاب ہونے کے بعد اپنی بیوی کو سو کوڑے ماریں گے۔ صحت یاب ہونے کے بعد ان کو یہ پریشانی ہوئی کہ اگر میں قسم پوری کرتا ہوں تو میری خدمت گزار بیوی کو اذیت پہنچے گی اور اگر نہیں مارتا تو قسم ٹوٹ جائے گی۔ تب اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ حیلہ بتایا کہ وہ سو ٹکڑوں کی ایک جھاڑو لے کر ان کو ماریں۔ اس طرح آپ کی قسم بھی پوری ہو جائے گی اور آپ کی بیوی بھی اذیت نہ پہنچے سے محفوظ رہے گی۔

حیلہ کے جواز کی دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بھائی

کو اپنے مال دھنا چاہتے تھے تو ان کے شاہی کارندے نے شاہی بیٹا بنیامین کے واسطے سے کہا: ”ہو دیا۔ اور اس ملک کا قانون یہ تھا کہ جس شخص کے پاس سے مال سروسقہ (سود) ہو، وہ اس شخص کا مالک کے حوالہ کر دیا جاتا تھا۔ سو جب بنیامین کے سامان سے سود لیا گیا، تو ہوا تو ان کو حضرت یوسف علیہ السلام کے حوالے کر دیا گیا۔ قرآن مجید میں ہے:

فَكَذَّابَكَ كَذَّابًا لِّيُؤَسِّسَ مَا كَانَ لِيُأْخِذَ اِخْوَاهُ فِي دِينِ الْمَلِكِ الْاِثْنِ عَشَرَ اَلْفَ لِيُؤَسِّسَ اِلَيْهِ (يوسف ۶۰)

”اسی طرح ہم نے یوسف کو تدبیر بتائی وہ اپنے بھائی کو شاہی قانون کی وجہ سے کھانے لے سکتے تھے مگر یہ کہ اللہ چاہے۔“

احادیث میں بھی حیلہ کا ثبوت ہے: امام ابو داؤد اور ابی داؤد روایت کرتے ہیں: انصار میں سے ایک شخص بیمار ہو گیا حتیٰ کہ وہ بہت کمزور ہو گیا اور اس کی کھال نہ یوں سے چمک گئی۔ اس کے پاس انصار کی ایک باندی آئی جس پر وہ فریاد کرتا ہو گیا اور شاہی بلاش ہو گیا اور اس سے جتنی عمل کر لیا۔ پھر جب اس قبیلہ کے لوگ اس کے پاس عیادت کے لئے آئے تو اس نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ سے میرے متعلق حکم معلوم کرو۔ یہ کہہ کر میں نے اس باندی سے جماع کر لیا ہے۔ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس واقعہ کا ذکر کیا اور کہا کہ ہم نے اس جتنا بیمار شخص اور کوئی نہیں دیکھا۔ اگر ہم اس کو اٹھا کر آپ ﷺ کے پاس لائے تو اس کی بنیاں ٹوٹ جائیں گی، اس کی بنیوں پر کھال لپٹی ہوئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ایک گھمٹا لے آؤ اور اس پر اس کی ضرب مارو۔

(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۵۸ مطبوعہ مطبعہ صحیفہ پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ)

امام ابن ماجہ نے بھی اس حدیث کو حضرت سعد بن عبادہ سے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے کہ چلی چلی سوشاؤں کا ایک گھمٹا لے آؤ اور اس پر اس کی ضرب مارو۔

کے ثواب میں کمی نہیں ہوگی۔ (فیض القادر شرح جامع صغیر ج ۵ ص ۳۳۲، مطبوعہ دارالامعرفة بیروت، ۱۳۹۱ھ)

علامہ منادی نے لکھا ہے کہ اس حدیث کو خطیب بغدادی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے، اس کی سند میں بشیر بنی ضعیف راوی ہے۔ اسی اصل پر فقہاء نے حیلہ اسقاط کو جائز کہا ہے۔

### حیلہ اسقاط کی تحقیق

علامہ شرنبلالی لکھتے ہیں:

نماز، روزہ، دیگر کفارات اور جنایات کو میت سے ساقط کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ان تمام حقوق مالیہ کا ایک اندازہ کر لیا جائے اور اس کے تہائی مال سے اس رقم کا صدقہ کر دیا جائے بشرطیکہ اس نے وصیت کی ہو۔ اگر اس نے وصیت نہ کی ہو اور کوئی وارث یا کوئی اور شخص اپنی طرف سے بطور احسان میت کی طرف سے صدقہ کر دے تو جائز ہے اور اگر اتنی رقم نہ ہو سکی ہو مثلاً کل رقم ایک لاکھ ہے اور وارث کے پاس ہزار روپے ہیں تو سو آدمی بیٹھ جائیں اور وہ ایک شخص کو ہزار روپے میت کا ذمہ ساقط کرنے کی نیت سے دے، وہ دوسرے شخص کو اسی نیت سے ہزار روپے دے حتیٰ کہ جو تانویں واں شخص ہے وہ سو بیس شخص کو اسی نیت سے ہزار روپے دے یا وارث اور فقیر ایک دوسرے کو سو بار دیں تو میت کی طرف سے ایک لاکھ روپے کے حقوق ساقط ہو جائیں گے اور ان سو آدمیوں میں سے ہر شخص کو ایک ہزار روپے صدقہ کرنے کا ثواب ملے گا۔ (مرآۃ الفلاح ص ۳۶۲-۳۶۱، ملخصاً و مبسوطاً، مطبوعہ مطبعہ مصطفیٰ البانی داوود، مصر، ۱۳۵۶ھ)

علامہ محمد صالحی لکھتے ہیں:

اگر کوئی شخص فوت ہو گیا اور اس کی کمی فوت شدہ نمازیں ہیں تو وہ ان کے کفارہ کی صورت میں دے اور ہر نماز کے لئے نصف صاع (دو گلوگرام) گندم کا کفارہ دے، اسی طرح وتر کا کفارہ دے۔ کفارہ ہے، یہ کفارہ اس کی تہائی مال سے دیا جائے گا۔ اگر اس نے مال نہیں چھوڑا تو اس کا وارث مثلاً نصف صاع گندم (یا اس کی قیمت) قرض لے لے، وہ یہ گندم فقیر کو صدقہ کی طرح سے نماز کے فدیہ میں صدقہ کرے، وہ فقیر دوبارہ اس وارث کو یہ گندم صدقہ کر دے اور اسی طرح بار بار یہ دوہر کرتے رہیں حتیٰ کہ میت کی تمام نمازوں اور روزوں کا فدیہ ادا ہو جائے۔ (در مختار ج ۱ ص ۴۹۲، علی حاشیہ رد المحتار، دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۰۷ھ)

علامہ شامی لکھتے ہیں:

اگر یہ یہ ہے کہ میت کی نمازوں کا اندازہ کر کے اس کے حساب سے قرض لے، مرد یا بارہ سال اور عورت پر نو سال کی عمر میں نماز قرض ہو جاتی ہے تو ان کی عمر کی قضا نمازوں کا اندازہ کرے اور چھ ماہ یا ایک سال کی نمازوں کے فدیہ کی رقم ادھار لے، پھر وہ رقم فقیر کو صدقہ کرے اور فقیر پھر وارث کو یہ رقم صدقہ کر دے یا کسی اور فقیر کو صدقہ کر دے (اور اگر ایک سال کے فدیہ کی رقم قرض لی تھی اور نمازیں دس سال کی ہیں تو وارث اور فقیر ایک دوسرے کو دس بار دیں یا دس فقیروں میں اس رقم کو بار بار دیں اور بعد میں یہ رقم قرض خواہ کو واپس کر دیں)۔ اسی طرح میت کے روزوں اور دوسرے مالی حقوق کی طرف سے بھی فدیہ دیا جائے۔ (رد المحتار ج ۱ ص ۹۴۳-۹۴۲، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۰۷ھ)

ہمارے دیہاتوں میں یہ رواج ہے کہ میت کی فوت شدہ نمازوں اور دیگر حقوق مالیہ کا حساب کئے بغیر چند آدمی بیٹھ کر ایک قرآن شریف اور چند روپوں کا آپس میں دور کر رہے ہیں، اس سے تمام نمازوں اور دیگر مالی حقوق کا فدیہ ادا نہیں ہوتا بلکہ قرآن شریف کی قیمت اور دوسرے روپوں کا بقیہ بار دور کیا جاتا ہے، اس کے حساب سے فقط اتنی نمازوں کا فدیہ ادا ہو جائے گا۔



## پیش لفظ

جس طرح ہم پر حقوق اللہ ہیں اسی طرح حقوق العباد (مردوں کے حقوق) بھی ہیں۔ حقوق العباد میں جس طرح صلہ رحمی، امر بالمعروف ونہی عن المنکر وغیرہ حالت حیات میں ہے اسی طرح بعد الموت بھی حقوق ہیں اور انہی حقوق میں ہم آج کل کتنی سے کام لے رہے ہیں۔ بالخصوص صوبہ پنجاب میں لوگ میت کے حقوق کے متعلق اپرواہی کر رہے ہیں۔

کرایہ کے لوگوں سے غس، کفن، دفن اور کھدائی تک کا کام کرواتے ہیں، خود اس میں شریک نہیں ہوتے۔

میں نے ضروری جانا کہ جنازہ کے اہم اور ضروری مسائل فائدہ عامہ کے لئے مختصر انداز میں زیر قلم کروں۔

اور آخر میں مسئلہ جیلہ اسقاط پر مدلل بحث ہے۔

اظہار اللہ

دارالعلوم عربیہ پیغام کلی اوگی مانسہرہ

الحمد للہ یا من وحده الصلوٰۃ والسلام علیک یا من لا نبی

”ایک اہل فہمہ ہے کہ ایک دن موت آتی ہے۔“

اب اس دنیا سے جانا ہی ہے تو وہاں کی تیاری کرنی چاہئے، جہاں ہمیشہ رہنا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے فرمایا: دنیا میں ایسے رہو جیسے راہِ امان۔ تو مسافر جس طرح ایک اجنبی شخص ہوتا ہے اور راہ گیر راست کے کھیل اور گمراہی میں نہیں لگتا کہ راہ کھوٹی ہوگی اور منزل مقصود تک پہنچنے میں ناکامی ہوگی اسی راہِ امان کو چاہیے کہ دنیا میں نہ بھٹے اور نہ ایسے تعلقات پیدا کرے کہ مقصود اصلی حاصل کرنے میں رکاوٹ بنے بلکہ اپنی مزید عمر کے بارے میں سوچیں کہ ہماری یہ عمر امانت میں بسر ہو رہی ہے یا نافرمانی میں۔ انسان کے تمام دنیاوی اور اخروی زندگی کا دارِ امان صرف 25 سالہ عمر پر ہے جس طرح حضور ﷺ کا فرمان عالی شان ہے:

عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ ما من عبد بعمر فی الاسلام اربع سنین الا صرف اللہ عنہ ثلاثہ انواع من البلاء الجنون والجذام والبرص فاذا بلغ الخمسین لین اللہ علیہ الحساب فاذا بلغ الستین رزقہ اللہ الا نایۃ الیہ بما یحب فاذا بلغ السبعین احبہ اللہ واحبہ اهل السماء فاذا بلغ الثمانین قبل اللہ حسناتہ وتجاوز عن سیئاتہ فاذا بلغ التسعین غفر اللہ لہ ما تقدم من ذنبہ وما تأخر وسمى اسیر اللہ فی ارضہ۔

”حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر وہ انسان جو اسلام میں چالیس سال تک پہنچے تو اللہ تعالیٰ اسے تین قسم کی بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے۔ (۱) جنون۔ (۲) جذام۔ (۳) برص۔ اور جب پچاس سال کا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ

اور جب سال کا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمادیتا ہے اور جب ستر سال کا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمادیتا ہے اور جب اسی سال کا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کی توفیق عطا فرمادیتا ہے اور بدائیوں سے متجاوز کرتا ہے اور جب نوے سال کا ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے انگلی پھیلنے سے پہلے سب گناہ معاف کر دیتا ہے اور اس کا نام اللہ کا قیدی رکھ دیا جاتا ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہو گیا ہے انسان کی اخروی زندگی کا دار و مدار صرف 25 سالہ یعنی پندرہ سال سے چالیس سال تک کی عمر پر ہے کیونکہ ابتدائی پندرہ سال میں انسان مرفوع القلم ہوتا ہے۔

### مسلمان کے لئے بیماری باعث رحمت ہے

حضور ﷺ فرما: میں بندہ کے لئے جو مرتبہ علم الہی میں مقرر ہوتا ہے اور وہ اعمال کے سبب اس مرتبہ کو نہ پہنچا ہو تو اسے اللہ تعالیٰ بدن یا مال یا لاؤ میں مبتلا فرمادیتا ہے۔ پھر اسے صبر عطا فرمادیتا ہے یہاں تک کہ اسے اللہ تعالیٰ اس مرتبہ کو پہنچا دیتا ہے۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب بندہ مومن عبادت کے اچھے طریقہ پر ہو پھر بیمار ہو جائے تو جو فرشتہ اس پر مقرر ہے اسے کہا جاتا ہے کہ اس کے لئے اہل اعمال کچھ جوہ صحت میں کیا کرتا تھا یہاں تک کہ میں اسے مرض سے نجات دوں یا اسے موت دے دوں۔ (کنز العمال)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ حضرت ام سائبہؓ کے پاس تشریف لائے، فرمایا مجھے کیا ہو اکا پ رہی ہے، عرض کی بخار ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا خدا اس میں برکت نہ کرے اور فرمایا بخار کو برکت کو، بخار انسان کو گناہوں سے

برا کرتا ہے جس طرح بیٹھی لوہے کے ٹیکل کو دور کرتی ہے۔ (مسلم شریف)

### عیادت

عید کے روزے ہیں ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چند حقوق

(ان میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں)

(۱) سلام کا جواب دینا۔ (۲) مریض کی عیادت کرنا۔

(۳) جنازہ کے ساتھ جانا۔ (۴) دعوت قبول کر لینا۔

(بخاری شریف)

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدنی ﷺ نے فرمایا: جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کے لئے صبح کو جائے نو شام تک اس کے لئے ستر ہزار فرشتے نظر کرتے ہیں۔ (ترمذی شریف)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جو شخص اچھی طرح وضو کر کے بغرض ثواب کسی مسلمان کی عیادت کرے تو اسے ہفت آگ سے کی دھس کی راہ دور رکھا جائے گا۔ (ابوداؤد شریف)

حضور ﷺ کی عادت کریمہ یہ تھی کہ جب کسی مریض کے پاس جاتے تو فرماتے لا باس طہور انشاء اللہ۔ یعنی کوئی حرج کی بات نہیں ہے انشاء اللہ یہ عرض گناہوں سے پاک کرنے والا ہے۔



## غسل دینے کا طریقہ

جس شخص پر نملانے کا ارادہ ہے اس کو تین بار وضو دینا چاہیے جس چیز میں وہ خوشبو ملتی ہے اسے تنقیہ کے لئے لے کر دھو کر پھر اس پر میت کو لٹا دیں اس طرح لٹائیں جیسے قبر میں رکھتے ہیں۔

پھر ناف سے گھٹنوں تک کسی پٹے سے چھپا دیں پھر نملانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا الیٹ کر پٹے استعمال کرے، پھر نماز سیاہ وضو کرے مکر میت کے وضو میں پہلے نکالیں تک ہاتھوں کا وضو، کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے۔ پھر سر اور اڑھی کو پاک اسلامی کا رخانہ کے منہ ہوتے صلیبوں سے دھوئے پھر میت کو بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک پانی بہا کر غسل دیا جائے پھر دائیں کروٹ پر لٹا کر یوں ہی کریں پھر ٹیک لگا کر ٹھانگیں اور نرمی کے ساتھ نیچے کو جھپٹ پر ہاتھ چھپیریں اگر کچھ نکلے دھو والیں۔ وضو اور غسل کا اعادہ نہ کریں پھر سر تا پاؤں پانی کو بہائیں اور پھر کسی پاک کپڑے سے آہستہ سے پونچھ دیں۔

## مسئلہ

نملانے والا معتد شخص ہو کہ جو سنت طریقہ سے غسل دے جو اچھی بات دیکھے مثلاً چہرہ چمک اٹھا یا میت کے بدن سے خوشبو آئی تو لوگوں کے سامنے بیان کرے اور اگر کوئی برائی دیکھے تو چھپائے مثلاً رنگ سیاہ ہو گیا۔ ہاں اگر بد مذہب مر گیا اور اس کا رنگ سیاہ ہو یا شکل مسخ ہوئی تو لوگوں کے سامنے بیان کرے تاکہ لوگ عبرت حاصل کریں۔

عورت، عورت کو غسل دے اور مرد، مرد کو۔ عورت اپنے شوہر کو غسل

دے سکتی ہے جب کہ موت سے پہلے کوئی ایسا امر نہ ہو جس سے وہ نکاح سے نکل جائے اور اگر عورت مر جائے تو شوہر غسل نہیں دے سکتا۔

عورت مر جائے اور وہاں کوئی عورت نہیں تو تیمم کر لیا جائے اگر مرد محرم ہے تو ہاتھ پر کپڑا الیٹ کر غسل کرے۔

## کفن کا بیان

حضرت ابو داؤد سے روایت ہے:

ان احسن ما اڑتم به الله في قبوركم ومساجدكم البياض۔

”بہترین لباس جس میں تم اپنی قبروں میں اور مسجدوں میں اللہ کی زیارت کرتے ہو وہ سفید لباس ہے۔“

حضرت جابرؓ سے روایت ہے:

احسنوا کفن موتاكم فانهم يتباهون ويخزوا ورون في قبورهم۔

”اپنے مردوں کو بہترین کفن پہناؤ کیونکہ مردے بہترین لباس میں ایک دوسرے پر فخر کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں۔“

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے:

من كفن ميتا كان له بكل شعرة منه حسنا۔

”جن نے میت کو کفن دیا اس کے لئے میت کے ہر بال کے بدلے نیکی ہو گی۔“

میت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے، کفن کے تین درجے ہیں۔

(۱) ضرورت (۲) کفایت (۳) سنت

مرد کے لئے سنت تین کپڑے ہیں۔

(۱) لفافہ (۲) آزار (۳) قییس

عورت کے لئے پانچ کپڑے ہیں۔

(۱) لفافہ (۲) آزار (۳) قییس

(۴) دوپٹہ (۵) سینہ بند

کفن کفایت مرد کے لئے دو کپڑے ہیں۔ لفافہ اور آزار اور کفن ضرورت جو

بھی میسر ہو۔

کفن کفایت عورت کے لئے تین کپڑے ہیں لفافہ، آزار اور دوپٹہ اور

ضرورت جو بھی میسر ہو۔

لفافہ یعنی بڑی چادر اس کی مقدار یہ ہے کہ میت کے قدم سے اس قدر زیادہ ہو

کہ دونوں طرف باندھ سکیں اور آزار یعنی تہبند چوٹی سے قدم تک۔ اور قییس جس کو

کفنی کہتے ہیں گردن سے گھٹنوں تک۔ قییس میں آستینیں نہیں ہوتیں۔ عورت اور مرد

کے قییس میں فرق ہے کہ کہ مرد کی کو قییس کندھے کی طرف چیرا جائے اور عورت کی

سینہ کی طرف چیرا جائے۔

## کفن پہنانے کا طریقہ

کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد بدن کسی پاک

کپڑے سے آہستہ پونچھ لیں کہ کفن تڑب ہو اور کفن کو ایک یا تین بار دھوئی دے پھر کفن

یوں بٹھا سکیں کہ پہلے بڑی چادر یعنی لفافہ بٹھائیں پھر تہبند پھر قییس پھر میت کو اس پر

لٹائیں اور کفنی یعنی قییس پہنائیں۔ دائرہ می اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور مواضع جود

یعنی پیشانی، ناک، ہاتھ، گھٹنے اور قدموں پر کافور لگائیں پھر آزار تہبند لپیٹ لیں پہلے

بائیں جانب سے پھر دائیں جانب سے پھر لفافہ بائیں جانب سے پھر دائیں جانب سے تا

دائیں جانب اوپر رہے۔

عورت کو کفنی پہنانے کے بعد اس کے بال کے دو حصے کر کے قییس کے اوپر

باندھ دیال ویں اور دوپٹہ نصف پشت کے نیچے سے بٹھا کر سر چڑھا کر منہ پر مثل نقاب

ال دین کہ سینہ پر رہے پھر سب کے اوپر سینہ بند بالائے پشتان سے ران تک لاکر

باندھیں۔

## جنازہ لے چلنے کی فضیلت

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے:

”کہ مومن کو مرنے کے بعد پہلا اجر یہ دیا جاتا ہے کہ ان تمام لوگوں کی

معفرت ہو جاتی ہے جو جنازہ کے ساتھ ہوں۔“

حضرت انسؓ سے روایت ہے:

”من حصل جوانب السیر الارباع کفر اللہ عنہ اربعین کھبوفہ۔“

”جس نے جنازہ کے چاروں پایوں کو کندھا یا اللہ تعالیٰ اس کے چالیس کبیرہ

گناہوں کو معاف فرما دے گا۔“

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:

”من خرج مع جنازۃ من بیتھا وصلی علیھا ثم تبعھا حتی تدفن کان

لہ قیروا طان۔“

”جو بھی اپنے گھر سے جنازہ کے ساتھ نکلے اور نماز جنازہ پڑھے اور پھر ساتھ

رہا یہاں تک کہ دفن کر لیا تو اس کے لئے دو قبر اٹھیں۔ ایک قبر اٹھ کی طرح ہے

یعنی اسے اتنا قلاب ملے گا جتنا اٹھ پہاڑ ہے۔“

## سنت اور کمال سنت

فتاویٰ عالمگیری میں ہے: ثم ان فی حمل الجنازۃ شیین نفس السنۃ وکما لکھا اما نفس السنۃ فہی ان تأخذ بقوانمہا الاربع علی طریق التعاقب بان تحصل من کل جانب عشر خطوات وهذا یتحقق فی حق الجمع واما کمال السنۃ فلا یتحقق الا فی واحد وهو ان یداء الحامل بحمل یمین مقدم الجنازۃ فیحملہ علی عاتقہ الایمن ثم المؤخر الایمن علی عاتقہ الایمن ثم المقدم الایسر علی عاتقہ الایسر ثم المؤخر الایسر علی عاتقہ الایسر۔  
(فتاویٰ عالمگیری)

جنازہ اٹھانے میں دو چیزیں سنت ہیں۔ نفس سنت اور کمال سنت۔

نفس سنت یہ ہے کہ جنازہ کے چاروں پایوں کو یکے بعد دیگرے دس دس قدم کندھا دے کر چلے یہ صورت سب لوگوں کے حق میں متحقق ہو جاتی ہے۔ اور کمال سنت صرف ایک آدمی کے حق میں متحقق ہوتی ہے۔ وہ صورت یوں ہو گی کہ جنازہ اٹھانے والا سب سے پہلے اپنے دائیں کندھے پر سر ہانے کے دائیں طرف کو اٹھائے، پھر دائیں پاؤں والی طرف کو دائیں کندھے پر اٹھائے، پھر بائیں سر ہانے اور پاؤں کو اپنے بائیں کندھے پر دس دس قدم لے کر چلے۔

فتاویٰ عالمگیری کی مذکورہ بالا صورت کی روشنی میں مروجہ قدم شہری کمال سنت ہے۔

مستحب یہ ہے کہ یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو کندھا دے اور ہر بار دس دس قدم چلے اور طریقہ یہ ہے

کہ پہلے دائیں سر ہانے کو کندھا دے پھر دائیں پاؤں کو پھر بائیں

سر ہانے پھر بائیں پائنتی دس دس قدم لے چلیں تو کل چالیس قدم ہو جائیں گے۔ چھوٹے بچے کو اگر ایک شخص ہاتھ پر اٹھا کر لے چلے تو حرج نہیں۔ جنازہ کو معتدل تیزی سے لے جائیں مگر اس طرح نہیں کہ میت کو جھٹکا گئے اور ساتھ جانے والوں کے لئے افضل یہ ہے کہ جنازے کے پیچھے چلیں دائیں بائیں نہ چلیں اور اگر کوئی آگے چلے تو چاہیے کہ اتنا دور رہے کہ ساتھیوں میں شمار نہ کیا جائے۔ جنازہ جب تک رکھا نہ جائے تو بیٹھنا مکروہ ہے۔ جنازہ کے ساتھ چلنے والوں کو چاہیے کہ خاموش رہیں صرف فکر آخرت میں رہیں۔ اگر لوگ دنیاوی باتوں میں مشغول ہوں تو اس سے ذکر با آواز بلند بہتر ہے۔



## صفوف کا اہتمام

حضرت مالک ابن حبیرونؒ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:  
 ما من مسلم يموت فيصلى عليه ثلاثة صفوف من المسلمين  
 الاوجب (مشکوٰۃ)  
 ”کوئی بھی مسلمان وفات پا جائے اور اس کی نماز جنازہ میں مسلمانوں کی تین  
 صفیں ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرماتا ہے۔“

## مالک بن حبیرونؒ کا طریقہ

کان مالک بن حبیرونؒ اذا صلى على جنازة فقال الناس عليها  
 جزاهم ثلاثة اجزاء.  
 ”حضرت مالک بن حبیرونؒ کا طریقہ کار یہ تھا کہ جب نماز جنازہ کا ارادہ فرماتے  
 اور لوگ نماز جنازہ میں کم ہوتے تو آپ ان کی تین صفیں بناتے۔  
 امام طبری فرماتے:

ينبغي لاهل الميت اذا لم يحضروا عليه التغير ان ينتظروا به  
 اجتماع قوم حتى يقوم منهم ثلاثة صفوف. (یعنی شرح بخاری)  
 ”اگر میت کے خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو میت کے وارثوں کے لئے مناسب  
 ہے کہ وہ اتنے لوگوں کے اجتماع کا انتظار کریں کہ ان سے تین صفیں بن جائیں۔  
 فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔“

اگر بالفرض سات آدمی ہوں تو پھر بھی تین صفیں بنی جائیں۔ ایک امامت  
 کا جملہ صف میں تین، دوسری میں دو اور تیسری میں ایک آدمی کھڑا ہو جائے۔

مسئلہ:

”میں سب سے کچھلی صف افضل ہے۔ جس طرح نماز میں اگلی صف افضل ہے۔“

مسئلہ:

صفیں میری سی نہ ہوں بلکہ سیدھی ہوں۔ جس طرح نماز کی صفیں خط مستوی پر ہوتی  
 ہیں۔ صف کے معنی امام راغب اصفہانی بیان کرتے ہیں کہ صف کے اصل معنی کسی چیز کو خط  
 الہی پر کھڑا کرنے کے ہیں، جیسے انسانوں کو ایک صف میں کھڑا کرنا۔ (مغیرات  
 ۱/۱۸۱)

فتاویٰ دارالعلوم ج ۵ صفحہ ۳۷۷ میں ہے۔ کہ نماز جنازہ میں اس طرح صفیں  
 بن جائیں جس طرح نماز میں۔

## نماز جنازہ کی فضیلت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

أَوَّلُ تَحَقُّقِ الْمُؤْمِنِ أَنْ يُغْفَرَ لِمَنْ صَلَّى عَلَيْهِ.

(کنز العمال)

”مومن کا قبر میں پہلا تحق یہ ہے کہ ان لوگوں کی بخشش ہو جاتی ہے جنہوں نے اس میت کی نماز جنازہ پڑھی ہو۔“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ مِائَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ غُفِرَ لَهُ.

(کنز العمال)

”ہر وہ میت جس کی نماز میں سو مسلمان شریک ہوں تو اس میت کی مغفرت ہو جاتی ہے۔“

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے:

ما من مسلم يموت فيقوم على جنازته أربعون رجلاً لا يبشركون  
الله شيئاً الا شفعوا فيه۔

”جو بھی مسلمان وفات پا جائے اور اس کی نماز جنازہ میں چالیس مسلمان  
ایک ہوں تو ان چالیس مسلمانوں کی غارش اللہ تعالیٰ قبول فرماتا ہے۔“

نماز جنازہ کے ارکان دو ہیں

(۱) قیام (۲) تکبیرات اربعہ

نماز جنازہ کی شرائط چھ ہیں

(۱) میت کا مسلمان ہونا۔ (۲) میت کا پاک ہونا

(۳) میت کا آگے ہونا۔ (۴) مکمل میت یا سر سمیت بدن کا نصف

حصہ یا اکثر کا موجود ہونا۔ (۵) نماز پڑھنے والے کا بلا عذر سوار نہ ہونا۔

(۶) میت کی چارپائی کا زمین پر ہونا۔

(نوٹ) غائبانہ نماز جنازہ مذہب حنفیہ میں ناجائز ہے۔

## نماز جنازہ کی سنتیں

نماز جنازہ میں چار سنتیں ہیں:

۱۔ امام کا میت کے سینے کے سامنے کھڑا ہونا، میت خواہ مرد ہو یا

۲۔ پہلی تکبیر کے بعد ٹاچڑھنا۔

۳۔ دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھنا۔

۴۔ تیسری تکبیر کے بعد دعا مانگنا۔

## نماز جنازہ کا طریقہ

نیت کر کے کاٹوں تک دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ اکبر کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے حسب دستور باندھ لے اور ثناء پڑھے یعنی **سبحانک اللہم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جددک وجل ثناءک ولا الہ الاکبر** کے اور دو شریف پڑھے پھر اللہ اکبر کہہ کر اسے پھینک دے، میت کے لئے اور تمام مومنین کے لئے دعا کرے پھر اللہ اکبر کہہ کر سلام پھیرے۔

تیسری تکبیر کے بعد بالغ مرد اور عورت کے سر لئے مندرجہ ذیل دعا پڑھے:

اللہم اغفر لحینا ومیتنا وشاهدنا وغالبنا وصغیرنا وکبیرنا وذلکنا وانثانا اللہم من احببتہ منا فاحییہ علیہ السلام ومن توفیتہ منا فموتہ علی الایمان۔

ترجمہ: "اے اللہ تو بخش دے ہمارے زندہ اور مردہ ہمارے حاضر و غائب، ہمارے چھوٹے اور بڑے مرد اور عورت کو۔ اے اللہ ہم میں سے تو جس کو زندہ رکھے اسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے تو جس کو وفات دے اسے ایمان پر وفات دے۔"

میت اگر نابالغ یا بچوں ہو تو تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھے:

اللہم اجعلہ لنا قرطاً واجعلہ لنا اجرماً وزخراً اجعلہ لنا شافعاً ومشفعاً۔

ترجمہ: "اے اللہ تو اسے ہمارے پیش رو کر اور اس کو ہمارے لئے ذخیرہ کر اور ہمارے لئے شفاعت کرنے والا اور مقبول الشفاعت کر دے۔"

اور اگر میت لڑکی ہو تو اجعلہ کی جگہ اجعلہا اور شافعاً وشفعاً کی جگہ شافعۃ وشفعۃ پڑھے۔

## مسئلہ

بچوں سے مراد وہ بچوں ہے جس کو جنون بلوغ سے پہلے ہو جنون عارضی نہ ہو جنون عارضی ہو تو مغفرت والی دعا پڑھی جائے گی جو بالغوں کے لئے پڑھی جاتی

## مسئلہ

اگر کوئی دیر سے آیا اور اس سے کچھ تکبیریں فوت ہوئیں تو امام کے تکبیر کا ساتھ دے اور شامل ہو، امام کے فراغت کے بعد اپنی فوت شدہ تکبیروں کو پورا کرے جب تک میت کی چارپائی پڑی ہو۔

اگر کوئی شخص موجود تھا لیکن غفلت کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے تکبیر تحریر نہ کرے وقت امام کے ساتھ اللہ اکبر نہ کہہ سکا تو ایسا شخص تکبیر کا انتظار نہ کرے بلکہ فوراً شامل ہو جائے۔

## مسئلہ

کئی جنازے جمع ہوں تو ایک ساتھ سب کی نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں کہ ایک نماز میں سب کی نیت کر لیں لیکن افضل یہ ہے کہ سب کی علیحدہ علیحدہ پڑھ لیں۔

## قبر و دفن

میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے اور یہ جائز نہیں کہ میت کو زمین پر رکھ کر ہاؤں طرف سے دیواریں قائم کر کے بند کر دیں البتہ جمال قبر کھودنا ممکن نہ ہو۔ قبر کو بائیں میت کے قدم کے برابر ہو اور چوڑائی آدھے قدم کے برابر ہو اور گہرائی کم از کم



نصف قدر اور متوسط بینہ تک اور بہتر قدر کے برابر۔

قبر میں اتارنے والے نیک، قوی اور آئین حوں تاکہ اگر کوئی غیر مناسب بات دیکھیں تو لوگوں پر ظاہر نہ کریں۔

مستحب یہ ہے کہ قبلہ کی طرف سے قبر میں اتارا جائے اور قبر میں اتارنے وقت یہ دعا پڑھیں:

بسم الله و بالله و على حلة رسول الله۔

میت کو وارنہ کر دینا پر لائیں اور اس کا منہ قبلہ کو کریں قبر میں رکھنے کے بعد کفن کی بندش کھول دیں، تختہ لگانے کے بعد مٹی دی جائے۔

مستحب یہ ہے کہ سر ہانے کی طرف سے دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالیں پہلی بار کہیں منہا خلقکم اسی سے ہم نے تم کو پیدا کیا، دوسری بار کہیں وفیہ نعیدکم اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے، تیسری بار کہیں ومنہا نخرجکم تارۃً آخری اور اس سے تم کو دوبارہ نکالیں گے۔

عورت کا جنازہ اتارنے والے محارم ہوں، یہ نہ ہوں تو دیگر رشتہ دار اگر رشتہ دار نہ ہوں تو پرہیزگار اجنبی کے اتارنے میں کوئی حرج نہیں۔ عورت کے وفات وقت قبر کو تختہ لگانے تک پڑے وغیرہ سے چھپائے رکھیں۔

قبر سے جتنی مٹی نکلی اسی مٹی کو ڈالیں، زیادہ نہ ڈالیں اور قبر کو اس طرف بنائیں جیسے اونٹ کا کوہان ہوتا ہے۔

مستحب یہ ہے کہ دفن کے بعد قبر پر سورۃ بقرہ کا اول و آخر پڑھیں، سر ہاں کی طرف سے الم سے مفلحون تک اور پاؤں کی طرف امن الرسول سے ختم سورۃ بقرہ تک۔

وفن کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر تک ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں اونٹ

کے گوشہ نشین کر دیا جائے تاکہ میت کو اس حاصل ہو اور نکیرین کا جواب دینا میں وحشت نہ ہو اتنی دیر تک تلاوت قرآن اور میت کے لئے دعا و استغفار

## میت کو نفع دینے والی چیزیں

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے:

قال رسول الله ﷺ ان مما يلحق المؤمن من حسناته بعد موته

علما بشره او ولدًا صالحًا تركه او مصحفًا ورثه او مسجدًا بناه او بيتًا لابن السبل بناه او نهرًا اجراه او صدقة اخرجه من ماله في صحبه بعد موته۔

”حضور ﷺ فرماتے ہیں مؤمن کو اس کی موت کے بعد نیکیوں میں سے جن میں نیکیوں کا ثواب ملتا ہے (وہ مندرجہ ذیل ہیں):

- ۱: عالم جس نے علم پھیلایا۔
- ۲: نیک اولاد جو والدین کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔
- ۳: میت نے وراثت میں قرآن چھوڑا۔
- ۴: کسی نے مسجد بنائی ہو۔
- ۵: مسافروں کے لئے مسافر خانہ بنایا ہو۔
- ۶: نہر جاری کی ہو۔
- ۷: صدقہ جو میت نے حالت حیات اور صحت میں اپنے مال سے نکالا۔

مرنے کے بعد میت کو ان اعمال کا ثواب پہنچے گا۔ صدقہ سے قبر کی گرائش

ختم ہوتی ہے۔

حضرت عقیل ابن عامرؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

ان الصدقة لطیفی بمن اهلها حر القبور۔

”بے شک صدقہ بل قبر سے قبر کی گرمائی ختم کرتا ہے۔“

## صدقہ و خیرات سے مردے خوش ہوتے ہیں

عن انس سمعت رسول الله ﷺ يقول ما من اهل ميت يموت منهم ميت فيصدقون عند بعد موته الا اهدا هاله جبريل علي طبق من نور ثم يقف على شفير القبر فيقول يا صاحب القبر العميق هذه هدية اهداها اليك اهلك فاقبلها فيفرح بها ويستبشر ويحزن حيوانه الذين لا يهدى اليهم شيء۔ (شرح الصدور)

”حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ میں نے حضور ﷺ کو فرماتے سنا اگر کوئی مرد جائے اور اس کے درجاء اس کے لئے صدقہ اور خیرات کریں تو جبرائیل اس صدقہ کو نورانی طبق میں لے کر قبر کے کنارہ پر کھڑے ہو کر آواز دے گا کہ اے گھر سے قبر والے یہ صدقہ جو تیرے اہل نے بھیجا ہے قبول کر تو یہ صدقہ لے کر قبر میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور یہ مردہ خوش ہو جاتا ہے اور اس مردے کے وہ پرہیزی جس کی طرف حد یہ نہیں بھیجا گیا وہ غمگین ہو جاتا ہے۔“

## صحابہ کرامؓ کا طریقہ

صحابہ کرامؓ سات دنوں تک میت کی روح کو ایصالِ ثواب کے لئے صدقہ دیتے

کہ تم اپنا چھ انصافی اور دیگر کتب میں ہے:

عن طاؤس قال ان الموتى يفتنون في قبورهم سبعاً فكانوا

يخجلون ان يطعمهم عنهم تلك الايام۔

”حضرت طاؤس سے روایت ہے کہ مردے قبروں میں سات دنوں تک

خجل ہوتے ہیں۔ اس لئے صحابہ کرامؓ سات دنوں تک میت کے ایصالِ ثواب

کے لئے کھانا کھانے کو پسند کیا کرتے تھے۔

## جمعہ کی رات کو صدقہ کرنا

میت کے ایصالِ ثواب کے لئے ہر وقت صدقہ دینا جائز ہے لیکن جمعہ کی

رات اس لئے صدقہ دینا جائز ہے کہ میت کی روح گھر کو آتی ہے

جس طرح اشیاء المعات کثیر العباد اور اشیاء العوالم میں ہے۔

قال رسول الله ﷺ ان ارواح المؤمنين كل ليلة الجمعة ويومها

يكون بعضهم يبيوتهم ثم ينادي كل واحد منهم بصورته حزین یا اہلی ویا

لادی ویا اقربانی رحمکم اللہ تعالیٰ اعطفوا علینا بالصدقة والدعاء

والدکرونا ولا تنسوننا وارحمونا فی غربتنا تنادی کل واحد منهم باکیا

مننا حتی یخطب الخطیب یوم الجمعة فیرجعون۔

”حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ ہر جمعہ کی رات جو میتیں کی روحیں جمعہ کے دن اور رات کو

دنوں کے صحنوں میں کھڑے ہو کر غمگین آواز کے ساتھ ندا کرتی ہیں کہ اے میری

الو! لا اور رشتہ دارو! اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے، ہم پر صدقہ اور دعا کے ساتھ مہربانی

دے، ہمیں یاد کرو اور ہمیں مت بھولو۔ ہم پر ہمارے دہن میں رحم کرو۔ ہر ایک روح

جمعہ کے دن خطیب کے خطبہ دینے وقت تک رو کر اور غم زدہ حالت میں ندا کرتی ہیں



پھر واپس لوٹ جاتی ہیں۔

کنز العباد میں ابن عباس سے روایت ہے:

کہ مؤمنین کی ارواح ہر جمعہ کو دونوں عیدوں کے دن، اسی طرح عاشوراء  
لیلیٰ البیروت میں آتی ہیں۔

**ایک سال اور بالخصوص چالیس دنوں تک صدقہ کرنا**

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں:

نیزاد راست کہ مردہ والی حالت مانند غریقے است کہ انتظار فریاد اسی کی  
بر دو صدقات و اونیہ و فاقہ و ورین وقت بسیار بکاری آید و ازیں جا است کہ طوائف ہستی  
آوم تا یکسال و علی الخصوص تا یک چہ بعد از موت نوع ادا کو بخش تمام نمایند۔

(تفسیر عزیزی)

احادیث میں ہے کہ میت کی مثال قبر میں سمندر میں دوپے ہوئے شخص  
جیسی ہے جو ادا کا منتظر ہوتا ہے صدقات و دعا اور فاقہ اس دوران بہت کارآمد ہوتے  
ہیں اسی وجہ سے لوگ ایک سال تک اور بالخصوص چالیس دنوں تک اپنے مردے کی  
ادا دہی کو بخش کرتے ہیں۔

**مسئلہ**

تین دن تک میت کے گھر کھانا بطور ضیافت منع ہے۔ عام کتب فقہ میں  
وبکرہ النہاد الضیافۃ فی یوم اعصیہ۔ البتہ میت کی روح کے ایصالِ ثواب کے  
لئے صدقہ کرنا مستحسن ہے جس طرح قادی قاضی خاں اور خلاصۃ الفتویٰ اور دیگر کتب  
فقہ میں۔ واما اطعام الطعام للفقراء محسن۔

قراہ کو کھانا کھانا اچھی بات ہے۔

علامہ شرح مرقا الفلاح میں ہے والسنۃ ان یصدق ولی المیت لہ

والسنۃ اللیلۃ اولیٰ بنیء مما تیسر لہ فان لم یجد شیئا فلیصل رکعتین  
یومہ و لیلۃ۔

میت کے ورثاء کو چاہیے کہ قبر میں پہلی رات گزرنے سے پہلے کچھ توفیق

صدقہ کرے اگر کچھ بھی نہیں ہو تو دو رکعت نماز پڑھ کر اس کا ثواب میت

کو دے۔

**قبر پر قرآن کا پڑھنا**

عن انس ان رسول اللہ ﷺ قال ان اللہ وکل بعبدہ المؤمن  
ملکین یکتبان عملہ فاذا مات قال الملکان الذن وکلاہ قد مات فاذن لنا  
نسعد الی السماء فیقول اللہ عزو جل سماء ی مملوءۃ من ملائکتی  
سبحونی فیقولان انفقیم فی الارض فیقول اللہ ارضی مملوءۃ من خلقی  
سبحونی فیقولان فاین فیقول قومنا علی قبر عبدی فیسبحانی وایحمدانی  
وکیبرانی وھلانی واکتبنا ذلک لعبدی الی یوم القیمة۔

”حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے  
دو فرشتے پر دو فرشتے مقرر کئے ہیں جو اس کے عمل کو لکھتے ہیں۔ جب یہ بندہ مر جائے  
وہی مقرر شدہ فرشتے عرض کرتے ہیں یا اللہ وہ بندہ مر گیا ہمیں اجازت دیں کہ ہم  
ان پر چلے جائیں تو اللہ تعالیٰ جواباً فرماتے گا آسمان میرے فرشتوں سے بھر اپنا ہے تو  
میں نے عرض کریں گے ہمیں اجازت دیں کہ زمین پر اقامت اختیار کریں تو اللہ تعالیٰ



فرمائے گا میری زمین میرے فرشتوں سے بھری پڑی ہے تو فرشتے پھر عرض کریں گے ہم کمال ہیں تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا میرے بندے کی قبر پر کھڑے ہو کر صلی اللہ علیہ وسلم اللہ الحمد للہ اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ پڑھو اور ثواب قیامت تک میرے بندے کے لئے لکھو۔

اس حدیث سے واضح ہو کہ قبر پر میت کے ایصالِ ثواب کے لئے اللہ کی حمد و ثناء کرنا اللہ تعالیٰ کا حکم اور کرنا کمال ہے۔

### ہر زمانہ میں مسلمانوں کا یہی طریقہ ہے

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ شروع صدور میں فرماتے ہیں:

وبان المسلمین ما زالوا فی کل عصر یجتمعون ویقرؤن لمواظہ من غیر نکیح فکان ذالک اجماعاً۔

”مسلمانوں کا ہمیشہ سے یہ طریقہ ہے کہ جمع ہو کر اپنے مردوں کے لئے قرآن پڑھتے اور اس طریقہ سے کسی نے انکار نہیں کیا اور یہ انکار نہ کرنا اتباع ہے۔“

### صحابہ کرام کا طریقہ

امام شعبی سے روایت ہے کانت الانصار اذا مات لهم الميت اختلفوا الی قبره یقرؤن له القرآن۔ (شرح صدور)

”جب انصار مدینہ میں کوئی وفات پاتا تو انصار مدینہ اس کی قبر پر جاتے اور قرآن کی تلاوت کرتے۔“

اور ان شرف علی تعالیٰ وہ بندہ نبی صاحبِ دنیا بعد الموات میں لکھتے ہیں:

”ایک لڑکے کا معمول تھا کہ وہ اپنی والدہ صاحبہ کی قبر پر جا کر قرآن پاک تلاوت کیا کرتا ایک دن والدہ نے قبر سے پکارا کہ اے میرے بچے جب تم میری قبر پر آئے پڑھتے ہو تو ذرا ٹھہر کر تلاوت کیا کرو تاکہ میں تمہارا دیدار کر سکوں جب تم اس کی تلاوت شروع کر دیتے ہو تو انوار و تجلیات کی بارش ہو جاتی ہے کہ تم اس میں احاطہ جاتے جاؤ پھر میں تمہارا دیدار نہیں کر سکتی۔“

### زیارتِ قبور

ہفتہ میں ایک دن قبروں کی زیارت کرنا مستحب ہے۔ جمعہ، ہفتہ، پیر اور جمعرات کو زیارتِ قبور مناسب ہے لیکن افضل جمعہ کے دن وقت صبح ہے۔ زیارتِ قبور کا طریقہ یہ ہے کہ پاؤں کی طرف سے جا کر میت کے منہ کے سامنے کھڑا ہو، سر ہانے کی طرف سے نہ آئے کہ میت کے لئے باعثِ تکفیل ہے یعنی میت کو گردن پھیر کر دیکھا پڑے گا کہ کون آتا ہے۔ قبرستان جاتے ہی یہ سلام لے:

السلام علیکم اهل دار قوم مومنین انتم لنا سلف وانا انشاء اللہ بکم لا حقون نسال اللہ لنا ولکم العفو والعافینہ یرحم اللہ المستقدمین منا والمساخرین۔

ترجمہ: ”سلام ہو تم پر اے قوم مومنین کے گھروالو، تم ہمارے سلف ہو اور ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، اللہ سے ہم اپنے اور تمہارے لئے عفو و عافیت کا سوال کرتے ہیں۔“

مردے زیارت کرنے والے کو جانتے ہیں اور سلام

سنتے ہیں

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے :

قال رسول الله ﷺ ما من احد يمر بقبر اخيه المؤمن كان يعرفه في الدنيا فيسلم عليه الا عرفه ورد عليه السلام - (شرح صدور)

”حضور ﷺ فرماتے ہیں کوئی بھی مسلمان اپنے مؤمن بھائی کی قبر پر گزرتا ہے جسے دنیا میں پہچانتا ہو، سلام کرے تو مردہ اسے پہچانتا بھی ہے اور سلام کا جواب بھی دیتا ہے۔“

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے :

قال ابو رزین یا رسول الله ﷺ طريقي على الموتى مهل من كلام التكلم به اذا مورت عليهم قال قل السلام عليكم يا اهل القبور من المسلمين والمؤمنين انتم لنا سلف ونحن لكم تبع وانا انشاء الله بكم لا حقون قال ابو رزین یا رسول الله ﷺ يسمعون قال يسمعون ولكن لا يستطيعون ان يحيوا اے جو ابنا یرسمعه الجن والانس - (شرح صدور)

”حضرت ابو رزینؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا راستہ قبرستان پر ہے کیا میرے لئے کچھ کام ہے کہ میں قبرستان پر گزر کر کروں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ تو سلام ہو تم پر اسے قبر والو، تم ہمارے سلف ہو اور ہم تمہارے تابع ہیں اور انشاء اللہ ہم تم سے ملنے والے ہیں ابو رزینؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مردے سنتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا ہاں سنتے ہیں لیکن جواب نہیں دیتے یعنی اس طرح جواب جسے انسان اور

نے۔“

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردے سنتے ہیں۔ حضور ﷺ نے صحابیوں کو اللہ ﷻ کے سوال کے جواب میں فیصلہ فرمادیا کہ مردے سنتے ہیں۔ فیصلہ اہل اللہ کے بعد کسی امتی کو چھٹی گئی ہے انتخاب کرتا چاہیے۔

علامہ ابن قیم جوزی (جو غیر مقلدین کے امام اور پیشوا ہیں) نے احوال موتی کا کتاب الروح تعلیف فرمائی جس کا پہلا عنوان یہ ہے :

هل تعرف الاموات زيارة الاحياء وسلامهم ام لا -

”ایامردے زندوں میں سے اپنے زائر کو جانتے ہیں یا نہیں۔“

علامہ ابن قیم جوزی نے اپنے اس موقف پر کہ مردے سنتے ہیں اور سلام کا

ام الب دیتے ہیں بہت سے دلائل قائم کئے ہیں اور ان دلائل میں سے ایک عام فہم دلائل درج ذیل ہے۔ لکھتے ہیں :

وقد شرع النبي ﷺ لا منه اذا سلموا على اهل القبور ان سلموا عليهم سلام من يخاطبونه فيقول السلام عليكم دار قوم مؤمنين وهذا خطاب لمن يسمع ويعقل ولولد ذلك لكان هذا الخطاب بمنزلة خطاب المعدم والجماد - (کتاب الروح)

”حضور ﷺ نے اپنی امت کے لئے اہل قبور پر سلام شروع کیا ہے اگر امام گم کریں تو ایسا سلام جس کے ساتھ ان کو خطاب کیا جائے اور جسے سلام ملے گا اور امام مؤمنین یہ خطاب ان کے لئے ہوتا ہے جو سمجھتے اور نہ سمجھتے اور نہ سمجھتے تو خطاب معدم و جماد پر بھی سلام ہوگا۔“

## اولیاء اللہ کے مزارات پر دعا کا طریقہ

شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں کہ "اللہ کے محبوب بندوں مزارات پر دعائے گنہگار کے دو طریقے ہیں۔ پہلا طریقہ : وہی گوید خداوند ابراہیم کس بندہ کو کہ رحمت کردہ بندے و اکرام کردہ اور اباطفت و کرم سے کہ بے داری پر اور گرداں حاجت مرا کہ تو معطی و کریمی۔

حاضری دینے والا کہے، اے اللہ اپنے اس محبوب بندہ کی برکت سے کہ جو میرے لئے رحم اور کرم کیا اور اپنے لطف و کرم سے نوازا ہے میری حاجت پوری فرما کہ تیری دینے والا اور کرم کرنے والا ہے۔

دوسرا طریقہ : یا ندای کند این بندہ مکرم و مقرب را کہ بندہ خدا اے ولی خدا شفاعت کن مرا و تو اہل از خدا کہ بدھر مسئول و مطلوب مرا و قضا حاجت مرا۔ (اشعۃ المعارف شرح مشکوٰۃ)

یا اس مقرب و مکرم کو ندا کرے کہ اے بندہ خدا میری سفارش کر اور اللہ سے میرے لئے دعا کر کہ اللہ میرے مقاصد کو پورا فرمائے اور میری حاجت کو پورا کرے "قبروں کو بوسہ دینا اور اس کے ارد گرد طواف تعظیمی منع ہے۔

## دعا بھی نفع مند ہے

جس طرح دعا سے زندہ کو فائدہ پہنچتا ہے اس طرح یہ میت کے لئے بھی

عزت ہے اور اس پر اجماع امت ہے۔ علامہ جلیل الدین سیوطی لکھتے ہیں :  
وقد نقل غیر واحد الاجماع علی ان الدعاء یفیع المیت ودلیلہ  
القرآن والذین جاؤا من بعدهم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین  
سبقونا بالایمان۔

بہت سے علماء امت نے اپنی کتابوں میں اجماع نقل کیا ہے کہ دعائیت کو نفع  
ہے اور اس کی دلیل قرآن پاک کی یہ آیت کریمہ ہے۔

جو لوگ اس کے بعد آئے وہ دعائے گنہگار میں اسے ہمارے رب ہمیں بھی بخش اور  
اسے ان چھائیوں کو بھی جو ایمان کے ساتھ پہلے گزر چکے ہیں۔

علامہ صاوی فی آیت کے تحت فرماتے ہیں :  
فینبغی لكل واحد من القائلین لهذا القول ان یقصد بمن سبقہ من  
اسفل قبلہ من زمانہ الی عصر النبی ﷺ فیدخل جمیع من المسلمین۔

اس قول (یعنی ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان) کے  
تکلمین میں سے ہر ایک کے لئے مناسب ہے کہ اپنے وقت سے لے کر حضور ﷺ  
کے زمانہ اقدس تک جتنے بھی مسلمان ہیں دعا میں ان سب کا قصد کرے تاکہ تمام  
مسلمان اس دعا میں شامل ہو جائیں۔

- ۱۔ اس آیت سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہو گئے :  
دعائیت کو نفع دینے کا ہے اس پر تمام امت متفق ہے۔
- ۲۔ فوت شدہ مسلمانوں کے لئے زندہ لوگوں کی دعا ان کے لئے  
مغفرت طلب کرنا چاہیے۔
- ۳۔ زندہ کا فوت شدہ کے لئے ہر وقت دعا کرنا جب سے روح بدن



سے جدا ہو گئی کیونکہ میت سابق بالا ایمان ہو گئی۔ لہذا اس آیت کے عموم کے اعتبار سے نماز جنازہ سے قبل یا بعد ہر وقت متوفی کے لئے دعا کرنا مستحب ہے۔

## دعا زندہ کی طرف سے مردوں کے لئے تحفہ ہے

مشکوٰۃ شریف میں ہے:

عن عبد الله ابن عباس قال قال رسول الله ﷺ ما الميت في القبر الا كالغريق المتغوث ينظر دعوة تلحقه من اب او ام او اخ او صديق فاذا التحته كان احب اليه من الدنيا وما فيها وان الله تعالى ليدخل على اهل القبور من دعاء اهل الارض امثال الجبال وان هديته الاحياء الى الاموات الاستغفار لهم۔

”حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مردہ کی قبر میں ایسی حالت ہوتی ہے جیسے ایک ڈونے والے فریادی کی ہوتی ہے میت اس دعا کے انتظار میں ہوتی ہے جو ماں باپ، بھائی اور دوست کی طرف سے ملتی ہے جب یہ دعا میت کو پہنچ جاتی ہے تو وہ اسے دیکھ کر جو کچھ دنیا میں ہے اس سے زیادہ محبوب ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ زمین والوں کی دعا کو قبر والوں پر پہنچا دینا کی مثل داخل کرتا ہے اور دعا مغفرت زندوں کی طرف سے مردوں کے لئے یہی ہے۔“

## زندوں کی دعا سے میت کے درجات بلند ہوتے ہیں

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول الله ﷺ ان الله عز وجل يرفع

الدرجة للعبد الصالح في الجنة فيقول يا رب اني لفي هذه فيقول باستغفار والد لك۔

”حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جنت میں بلند سے کادر چہند فرمائے گا، بندہ عرض کرے گا یا اللہ یہ درجہ مجھے کس وجہ سے ملا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس کے سبب جو تیری اولاد تیرے لئے دعائے مغفرت کیا کرتی تھی۔“

## زندوں کی دعا سے مردوں کے گناہ ختم ہوتے ہیں

حضرت انسؓ فرماتے ہیں رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

امتی امة مرحومة تدخل قبرها بذنوبها وتخرج من قبر هالا ذنوب عليها تمحص عنها باستغفار المؤمنين۔

”میری امت مرحومہ ہے وہ قبروں میں گناہوں کے ساتھ داخل ہوگی اور جب قبروں سے نکلے گی تو اس پر گناہ نہ ہوگا اللہ تعالیٰ مومنوں کی دعاؤں کی وجہ سے امت کے گناہوں کو مٹا دے گا۔“

## نماز جنازہ سے پہلے دعا

نمازہ جنازہ سے قبل نبی کریم ﷺ نے خود دعا کی ہے۔ ابو داؤد شریف میں

ہے:

عن ام سلمة قالت دخل رسول الله ﷺ على ابو سلمة وشق

بصره فاعمضة فصيح ناس من اهله فقال لا تدعوا على الفسحك الا  
فان الملكة يؤمنون على ما تقولون ثم قال اللهم اغفر لابی سلمة۔

(سليمان بن اشعث۔ ابو داؤد جلد صفحہ ۸۹)

”حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہیں حضور ﷺ حضرت ابو سلمہ کے پاس  
تشریف لائے، حضرت ابو سلمہ کی آنکھیں کھلی تھیں تو آپ نے بد کر لیں گھر والوں نے  
بچل و پکار شروع کی تو حضور ﷺ نے فرمایا اپنے لئے اچھی دعا مانگو کیونکہ فرشتے  
تمہارے کفنہ پر آمین کہتے ہیں۔ پھر حضور ﷺ نے ابو سلمہ کے لئے دعائے مغفرت  
کی۔“

نبی اکرم ﷺ نے نماز جنازہ سے قبل دعا کرنے کی تلقین فرمائی:  
ابو داؤد شریف میں ہے:

عن ابی وائل عن ام سلمة قالت قال رسول الله ﷺ لله عليه وسلم  
اذا حضرتم الميت فقولوا خيراً فان الملكة يؤمنون على ما تقولون فلما  
مات ابو سلمة فقلت ما اقول قال قولي اللهم اغفر له۔

(سليمان بن اشعث۔ ابو داؤد جلد صفحہ ۸۹)

”حضرت ابو وائل حضرت ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ  
کا ارشاد گرامی ہے جب تم میت کے پاس حاضر ہو جاؤ تو اچھے کلمات کو کیونکہ مانگہ  
تمہارے کفنہ پر آمین کہتے ہیں جب ابو سلمہ وفات پا گئے تو میں نے مہیار رسول اللہ ﷺ  
میں کیا کہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ان کلمات کے ساتھ دعا کرو۔ اللهم اغفر له  
”اے اللہ ابو سلمہ کو بخش۔“

## صحابہ کرامؓ کا طریقہ

بخاری شریف میں ہے:

عن ابی ملیكة انه سمع ابن عباس يقول وضع علی سريره فكفنه  
عن ابی يدعون ويصلون قبل ان يرفع وانا فيهم۔

(محمد بن اسماعیل بخاری۔ بخاری شریف جلد صفحہ ۵۳۰)

”حضرت ابو ملیکہ فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ ابن عباسؓ کو فرماتے سنا  
حضرت عمر فاروقؓ کا جسم مبارک چارپائی پر رکھا ہوا تھا اور صحابہ نے ہر طرف سے  
حالت کیا تھا اور اٹھانے سے پہلے دعائیں مشغول تھے اور میں ان میں موجود تھا۔“

اس حدیث کی شرح میں انور شاہ کا شمیری لکھتے ہیں:

ولعلمهم كان من سنتهم الدعاء والصلوة عند حضورهم علی  
الميت۔ (انور شاہ کا شمیری۔ فیض الباری ج ۱ صفحہ ۱)

”ہو سکتا ہے صحابہ کرام کا یہ طریقہ ہو کہ میت کے پاس حاضر ہوتے وقت  
دعا کرتے ہوں۔“

## دعا بعد نماز جنازہ

قرآن واحادیث کی روشنی میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ دعا ہر وقت کرنی چاہیے  
جس طرح نماز جنازہ سے قبل حضور ﷺ کے قول و فعل اور صحابہ کے فعل سے  
ثابت ہو گیا کہ قبل از نماز جنازہ بھی دعا مشروع ہے۔ اسی طرح سید الانبیاء ﷺ نے  
نماز جنازہ کے بعد دعائی اور اس کی تلقین بھی کی۔



عن عبد الله بن أبي بكر قال لما التقى الناس بموته جلس النبي ﷺ على المنبر وكشف له ما بينه وبين الشام فهو ينظر الى معركتهم فقال عليه السلام اخذا الراية زيد ابن حارثة قمضي حتى استشهد وصلى عليه ودعا له وقال استغفروا له دخل الجنة وهو يسعى ثم اخذا الراية جعفر ابن ابی طالب قمضي حتى استشهد وصلى عليه ودعا له وقال استغفروا له دخل الجنة فهو يطير فيها حيث شاء۔

(ما علی قاری۔ مرقاة شریف شرح مشکوٰۃ ج ۴ صفحہ ۳۶)

”حضرت عبد اللہ بن ابی بکر فرماتے ہیں جب موتی کے مقام پر مسلمانوں کی لڑائی شروع ہو گئی تو حضور ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کے اور ملک شام کے درمیان حجابات ہٹ گئے اور آپ جنگ موتی کا مشاہدہ فرماتے گئے۔ پھر فرمایا زید ابن حارثہ نے جھنڈا لیا اور شہید ہو گئے آپ نے زید پر نماز جنازہ پڑھی اور پھر ان کے لئے دعا کی اور صحابہ کو فرمایا زید کے لئے خشک کی دعا مانگو۔ اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جعفر ابن طالب نے جھنڈا لیا اور شہید ہو گئے۔ ان پر بھی حضور ﷺ نے نماز جنازہ پڑھی اور دعا مانگی اور صحابہ کو حکم دیا کہ جعفر کے لئے استغفار کرو وہ جنت میں داخل ہو گئے وہ جنت میں جہاں چاہتے ہیں پرواز کرتے ہیں۔“

اس حدیث سے مندرجہ ذیل امور معلوم ہوتے ہیں :

۱: یہ حدیث مہار کہ نماز جنازہ کے بعد دعا کے ثبوت کے لئے واضح اور بین ثبوت ہے حضور ﷺ نے خود نماز جنازہ پڑھنے کے بعد دعا کی اور صحابہ کو حکم دیا کہ دعا کرو۔ یہی اہلسنت و جماعت کا مذہب ہے کہ نماز جنازہ کے بعد اجتماعی رنگ میں دعا کرنا مستحب ہے جو اس حدیث سے صراحت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے۔

حضور ﷺ کے لئے قرب و بعد دونوں برابر ہیں، جس طرح دعا کرتے ہیں اسی طرح دور بھی ملاحظہ فرماتے ہیں۔  
ترامت بعد الموت۔

حضور ﷺ نے حضرت طلحہ کی نماز جنازہ پڑھنے کے بعد دعا کی

جسے مرقاة شریف مشکوٰۃ میں ہے :

عن الطبرانی فی فجاء ﷺ حتی وقف علی قبرہ صف الناس معه ثم رفع يديه فقال اللهم اني طلحة يضحك اليك وتضحك اليه۔

(ما علی قاری۔ شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۵۰)

”امام طبرانی سے روایت ہے کہ حضور ﷺ حضرت طلحہ کی قبر پر تشریف لائے اور کھڑے ہو گئے لوگوں نے بھی حضور ﷺ کے ساتھ صف باندھی (یعنی نماز جنازہ پڑھی) پھر حضور ﷺ نے دعا مانگی۔ اے اللہ تو طلحہ کے ساتھ اس حال میں ملاقات فرما کہ تو راضی ہو طلحہ سے اور طلحہ تجھ سے۔“

یہی شریف میں ہے :

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے :

ان النبي ﷺ صلى على نفوس ثم قال اللهم اعذه من عذاب النار (ابو جرحہ ابن حسین ذہبی۔ حوالہ کنز العمال جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۶)

”حضرت محمد ﷺ نے نماز پڑھی اور پھر فرمایا اے اللہ ان کو عذاب قبر سے



”جی“

یہ حدیث مبارکہ بھی نماز جنازہ کے بعد دعا کے ثبوت کے لئے واضح دلیل ہے۔ ماضی دعا عموماً عوام الناس کو دھوکہ دینے کی کوشش میں کہتے ہیں کہ احناف کے نزدیک نماز جنازہ کے بعد دعا مکروہ ہے۔ حالانکہ احناف نماز جنازہ کے بعد دعا ہی کے قائل ہیں اور انہوں نے اپنی کتابوں میں مندرجہ ذیل احادیث سے اسی بات پر استدلال کیا ہے کہ ایک دفعہ نماز جنازہ ہو جائے تو پھر تکرار نہیں ہو سکتا بلکہ دعا ہی مشروع ہے۔ بدائع اور مبسوط میں ہے:

ان النبی ﷺ علی جنازۃ فلما فرغ جاء عمر ومعه قوم فاراد ان یصلی علیہ ثانیاً فقال لہ النبی ﷺ - الصلاة علی الجنائزۃ لا تعد ولكن ادع للمیت واستغفر لہ۔

(امام علاؤ الدین کا سانی۔ بدائع الصنائع جلد اول صفحہ ۳۱۱)

”حضور ﷺ جب نماز جنازہ پڑھنے سے فارغ ہوئے تو عمر فاروقؓ کو کچھ لوگوں کے ساتھ تشریف لائے انہوں نے دوبارہ نماز جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اب نماز جنازہ کا اعادہ نہیں ہوتا لیکن میت کے لئے دعا اور استغفار کرو۔“ یہ حدیث نماز جنازہ کے بعد دعا کرنے کے ثبوت میں واضح دلیل ہے نبی کریم ﷺ نے نماز جنازہ پڑھنے کے بعد عمر فاروقؓ کو دعا کی تلقین کی۔

### دعا بعد نماز جنازہ

بدائع اور مبسوط میں ہے:

وروی عن عبد اللہ ابن السلام انه فاتته الصلاة علی جنازۃ عمرؓ

العا حضر۔ قال ان سبقتونی بالصلاة علیہ فلا تسبقونی بالدعاء لہ۔

(امام علاؤ الدین کا سانی۔ بدائع الصنائع جلد اول صفحہ ۳۱۱)

”حضرت عبد اللہ ابن سلامؓ کے متعلق روایت ہے کہ ان سے حضرت عمر فاروقؓ کی نماز جنازہ فوت ہو گئی جب حاضر ہوئے تو فرمایا اے لوگو تم نے مجھ سے نماز جنازہ میں پہل کر لی ہے تو ان کے لئے دعا مانگنے میں پہل نہ کرو۔“

یہ حدیث شریف بعد نماز جنازہ اجتماعی دعا مانگنے میں نص ہے، کیونکہ حضرت عبد اللہ ابن سلام کا یہ فرمان (فلا تسبقونی بالدعاء لہ) دعا میں مجھ سے بہت نہ کرو کا مطلب یہی ہے کہ سب مل کر دعا کریں۔

### ابن عباس اور ابن عمر سے دعا بعد نماز جنازہ کا ثبوت

وروی ان ابن عباس وابن عمرؓ فاتفهما صلاة علی جنازۃ فلما حضرا ما زاد علی الاستغفار لہ۔

(امام علاؤ الدین کا سانی۔ بدائع الصنائع جلد اول صفحہ ۳۱۱)

”حضرت عبد اللہ ابن عباس اور عبد اللہ ابن عمر دونوں صحابہ کرام کے متعلق روایت ہے کہ ان دونوں سے نماز جنازہ فوت ہو گئی، جب حاضر ہوئے تو صرف میت کے لئے استغفار کیا۔“

یہ فعل صحابہ بھی نماز جنازہ کے بعد دعا کے لئے واضح ثبوت ہے کیونکہ ان کا استغفار نماز جنازہ پڑھنے کے بعد تھا۔

امام عبد الرزاق حضرت نافعؓ سے ابن عمرؓ کی عادت کریمہ بیان فرماتے ہیں: کان ابن عمر اذا انتهى الی جنازۃ وقد صلی علیہا دعا وانصرف

ولم يعد الصلاة۔

(مصنف عبدالرزاق جلد ۲ صفحہ ۵۱۹)

”حضرت ابن عمرؓ کسی جنازہ پر پہنچتے اور نماز ہو چکی ہوتی تو دعا کرتے اور واپس لوٹ آتے نماز کا اعادہ نہیں کرتے تھے۔“

## حضرت امام حسن بصریؒ کا طریقہ

اَللّٰهُمَّ اِذَا سَبَقَ بِالْجَنَازَةِ يَسْتَغْفِرُ لَهَا وَيَجْلِسُ اَوْ يَقْرَأُ۔

(مصنف ابن ابی شیبہ ج ۳ صفحہ ۱۵۰)

”حضرت حسن بصریؒ سے کسی نماز جنازہ میں سبقت کی جاتی تو آپ دعائے مغفرت کرتے اور بیٹھ جاتے یا واپس لوٹ آتے۔“

## علماء دیوبند اور دعا بعد نماز جنازہ

مفتی کفایت اللہ دیوبندی صدر جمعیت علماء ہند کی کتاب دلیل الخیرات میں مختلف علماء کرام کے فتاویٰ دعا بعد نماز جنازہ کے جواز پر شائع ہوئے ہیں ان میں کچھ درجہ ذیل نقل کئے جاتے ہیں تاکہ عوام الناس پر مسئلہ دعا بعد نماز جنازہ کی مشروعیت واضح ہو جائے۔

## فتویٰ علماء امجیر شریف

”باقی رہا دعا پر دعا مانگنا تو جائز ہے اور جن فقہاء نے منع کیا ہے عرف التترام

ہے۔“ (مفتی کفایت اللہ دلیل الخیرات صفحہ ۶۳)

## فتویٰ علماء ریاست ٹونک

”البتہ دعائے مغفرت میت کے واسطے بے اعتقاد لزوم اور بے اعتقاد کسی وقت و مکان و ہیئت مطلقاً جائز ہے۔“ (مفتی کفایت اللہ دلیل الخیرات صفحہ ۶۳)

## فتویٰ علماء کلکتہ

”وہاں ہر شخص کو اختیار ہے کہ علاوہ نماز جنازہ کے ودعا بعد الدفن بلا التزام مالا لازم اور بلا اہتمام و فکر اجتماع و اصرار اپنی خوشی سے جب چاہے میت کے لئے دعائے خیر کرے۔“ (مفتی کفایت اللہ دلیل الخیرات صفحہ ۶۳)

## دفن کے وقت قبر پر اجتماعی دعا

مشکوٰۃ شریف میں ہے :

عن عثمان قال كان النبی ﷺ اذا فرغ من دفن الميت وقف عليه فقال استغفروا لاجیکم ثم سلوا له باللطیبت فانہ الا ان یسئل۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۶)

”حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ جب بھی دفن میت سے فارغ ہوتے قبر پر کھڑے ہوتے اور فرماتے اپنے بھائی کے لئے دعائے مغفرت کرو اور پھر



اس کے لئے ایمان پر ثابت قدمی کا سوال کرو اس لئے کہ اب سے اس سے سوال کیا جائے گا۔

## نماز جنازہ کے بعد دعا سے میت کی مدد کی جاتی ہے

حکیم ترمذی (جو تیسری صدی کے علماء کرام میں سے ہیں) مذکورہ بالا

حدیث کی شرح فرماتے ہیں:

فالوقوف علی القبر وسؤال التثیت للمؤمن فی وقت دفنه مدد للمیت بعد الصلوٰۃ لان الصلوٰۃ بجماعة المؤمنین کالعسکر لہ قد اجتمعوا بباب الملك فیشفعون لہ والوقوف علی القبر لسؤال التثیت مدد العسکر۔ (ابو عبد اللہ حکیم ترمذی۔ نوادر الاصول صفحہ ۳۲۳)

”نماز جنازہ کے بعد قبر پر کھڑے ہو کر دفن کے وقت مومن کے لئے ثابت قدمی کا سوال کرنا میت کی امداد ہے، کیونکہ مسلمانوں کا نماز جنازہ پڑھنے کی مثال ایسی ہے جیسے ایک لشکر جو بادشاہ کے دروازہ پر جمع ہوں اور سفارش کر رہے ہوں (اسی طرح) قبر پر کھڑے ہو کر مومن کے لئے ایمان پر ثابت قدمی کا سوال (اس) لشکر کی مدد ہے (جو نماز میں سفارش کر رہے تھے)۔“

**فائدہ:** جس طرح قبر پر دعا کرنے سے نماز جنازہ کی دعا کو تقویت حاصل ہوتی ہے اسی طرح نماز جنازہ کے بعد صفوں کو توڑ کر دعا کرنے سے ضرور نماز جنازہ کی دعا کو شرف قبولیت حاصل ہوگی۔“ الشاء اللہ۔

## دعا کے لئے اہتمام

مانعین وعاہد نماز جنازہ عموماً یہ بھی کہتے کہ المسیت والجماعت دعا کے لئے اجتماع کا اہتمام کرتے ہیں اور یہ اہتمام ناجائز ہے حالانکہ فعل شرعی کے لئے اہتمام نبی ﷺ اور صحابہ کرام سے ثابت ہے۔

## ۱۰۰ مسلمانوں کا نماز جنازہ میں اجتماع کا اہتمام

حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت ہے:

عن النبی ﷺ قال ما من میت تصلى علیہ امۃ من المسلمین یبلغون مائۃ کلہم یشفعون لہ الا شفّعوا فیہ۔ (رواہ مسلم)

(شیخ الاسلام۔ مشکوٰۃ شریف۔ صفحہ ۱۳۵)

”حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہر وہ میت جس پر مسلمانوں کی ایک جماعت جن کی تعداد سو (۱۰۰) تک پہنچتی ہو اور یہ سب لوگ میت کے لئے سفارش کر رہے ہوں تو اللہ تعالیٰ ان کی سفارش کو قبول فرمالتا ہے۔“

حضور ﷺ کا یہ فرمان مہدک نماز جنازہ میں زیادہ سے زیادہ اجتماع کے

اہتمام پر نص صریح ہے۔

## چالیس مسلمانوں کے نماز جنازہ کے اجتماع کا اہتمام

حضرت کریمؐ فرماتے ہیں:

عن ابن عباس انہ مات لہ ابن بقدریر او بعسفان فقال یا کریم



انظر ما اجتمع له من الناس قد خرجت فاذا اناس قد اجتمعوا له فاجرت  
قال يقول هم اربعون قال نعم قال اخرجوه فاني سمعت رسول الله ﷺ  
يقول ما من رجل مسلم يموت فيقوم على جنازته اربعون رجلاً لا يشركون  
بالله شيئاً الا شفّعهم الله فيه۔ (شعوب الدین مشکوٰۃ شریف۔ صفحہ ۱۴۵)

”حضرت ابن عباسؓ کے متعلق روایت ہے کہ ان کا لڑکا مقام قدیر یا عثمان  
میں وفات پا گیا حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اسے کریم و یکھواس کی نماز جنازہ پر کتنے  
لوگ جمع ہوئے۔ حضرت کریم فرماتے ہیں کہ میں نکلا اور دیکھا کہ لوگ جمع ہوئے  
تھے میں نے انے ابن عباسؓ کو خبر دی تو ان ابن عباسؓ نے فرمایا تمہارے گمان کے مطابق چالیس  
آوی ہوں گے کریم فرماتے ہیں میں نے کہا چالیس آوی جمع ہیں۔ تو ان ابن عباسؓ نے  
فرمایا اب جنازہ نکالو کیونکہ میں نے حضور ﷺ سے سنا ہے کہ ہر وہ مسلمان جو فوت ہو  
جائے اور اس کی نماز جنازہ کے لئے چالیس آوی کھڑے ہو جائیں (یعنی چالیس آوی نماز  
جنازہ پڑھ لیں) جو اللہ کا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں تو اللہ تعالیٰ ان کی سفارش کو قبول  
فرمائے گا۔“

### حد و چالیس کی خصوصیت

ملا علی قاریؒ شرح میں فرماتے ہیں:

وحكمة خصوص هذا العدد انه ما اجتمع اربعون قط الا فيهم  
ولي الله۔ (ملا علی قاریؒ۔ مرتقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۵۱)

”اس چالیس حد کی خصوصیت کی حکمت یہ ہے کہ چالیس آدمیوں کے اجتماع  
میں اللہ کا کوئی ولی ہوتا ہے۔“

اس حدیث پاک سے صاف معلوم ہوا کہ اجتماع کا اہتمام سنت صحابہ ہے۔  
حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اس وقت تک نہیں نکلے جب تک چالیس آدمی جمع نہیں  
ہوئے۔ حالانکہ چالیس یا سو آدمیوں کا جمع ہونا نماز جنازہ کے لئے شرط نہیں ہے اجتماع  
کی خصوصیت صرف یہی ہے کہ دعا کی قبولیت یقینی ہوتی ہے۔

### دعا بعد نماز جنازہ کے جواز و استحباب میں کوئی شک نہیں

البتہ صفوں کو توڑ کر دعا کرنی چاہیے تاکہ کسی شخص کو یہ غلط فہمی نہ ہو کہ نماز  
جنازہ میں زیادتی کر دی جائے والا شخص نماز جنازہ میں شامل نہ ہو جائے جس طرح نماز  
ظہر و مغرب و عشاء کے بعد سنتوں کے لئے مقتدیوں کو صفوف کا توڑنا مستحسن ہے کہ  
اس کے بعد آنے والے کو بوقت نماز جماعت کا اشتغال نہیں ہو سکتا۔

بدائع الصالحات میں ہے:

اما المقتدين فبعض مشائخنا قالوا لا حرج في ترك الانتقال قال  
لانعدام الاشياء على الداخل عند معاينة فراغ مكان الامام عنه وروى عن  
محمد انه قال يستحب للقوم ايضاً ان ينقضوا الصفوف ويفرقوا ليزول  
الاشياء على الداخل المعان للكل في الصلوة البعيد عن الامام ولما روينا  
من حديث ابي هريرةؓ هذا وفي الذخيرة انه روى عن محمد ومشي عليه  
رضي الدين في المحيط ناصاً على انه سنة۔

(امام غلام الدین کاسانی۔ البدائع والصالحات۔ جلد ۱ صفحہ ۱۶۰)

”بعض مشائخ نے کہا ہے کہ مقتدی اگر اپنی جگہ سے دوسری جگہ نہ ہوتا تو بھی حرج نہیں کیونکہ آنے والا جب دیکھے کہ امام کی جگہ خالی تو اسے شبہ نہیں ہو جیاعت ہو رہی ہے امام محمد سے روایت ہے کہ قوم کے لئے بھی صفوں کو توڑ کر ہونا بہتر ہے تاکہ جو شخص مسجد میں آئے اور امام سے دور ہو اسے سب لوگوں کو نماز مشغول دیکھ کر جماعت کا شبہ نہ ہو اور اس کی وجہ حدیث ہے جو ہم نے ابواب ہریرہ روایت کی ہے۔“

ذخیرہ میں بھی ہے کہ امام محمد سے مروی ہے اور یہی امام رضی اللہ عنہ میں مختار ہے انہوں نے نص کی ہے کہ یہ سنت ہے۔

قارئین کرام!

ہماری گزشتہ سطور میں قرآن وحدیث کی روشنی میں خوب واضح ہو گیا ہے نماز جنازہ سے پہلے یا بعد (صحیفیں توڑ کر) یا قبر پر دعا کرنا بلکہ میت کے لئے ہر وقت اور کرنا خود کرنے والے کے لئے اور میت کے لئے باعث اجر وثواب ہے۔ دعا، نصیب ایک اچھا فعل ہے اس فعل شرعی سے منع کرنے کے لئے دلیل کی ضرورت ہے قرآن پاک میں ایسا کہیں نہیں کہ نماز جنازہ کے بعد دعا منع ہے بلکہ قرآن میں ہر وقت دعا کرنے امر ہے اور ہر وقت میں بعد نماز جنازہ کا وقت بھی داخل ہے۔ اور نہ ہی احادیث رسول اللہ ﷺ میں کہیں ذکر ہے کہ نماز جنازہ کے بعد دعا ممنوع ہے بلکہ مطلق احادیث اور خود فضل وقول نبی ﷺ سے ثابت ہو چکا ہے کہ بعد نماز جنازہ دعا مستحب ہے۔ مانعین دعا عوام الناس کو دھوکہ میں ڈالنے کے لئے فقہائے کرام کے اقوال کو بے خوف خدا استعمال کرتے ہیں حالانکہ ان اقوال سے اہلسنت والجماعت کا مدعی ثابت ہوتا ہے اور مانعین کے دعویٰ کا بطلان ثابت ہوتا ہے۔

الفتاویٰ میں ہے:

”بہوم بالدعاء بعد صلوة الجنائز۔“

(طاہر بن احمد۔ خلاصۃ الفتاویٰ۔ صفحہ ۲۲۵)

نماز جنازہ کے بعد (حالت قیام میں) دعا نہ کرو۔ یہاں نفی قیام کی ہے

یہ طرح دیگر فقہ حنفیہ کی کتب میں۔

۱۰۰۰

اگر ان اقوال سے یہ مراد ہو کہ نماز جنازہ کے متصل دعا مانگنا جائز

نہی منکرین کے لئے نقصان دہ ہے کیونکہ اہلسنت وجماعت جنازہ کے متصل

ناتے بلکہ صحیفیں توڑ کر دعا مانگتے ہیں۔

۲ اور اگر یہ معنی ہو کہ جنازہ کے علاوہ کسی وقت بھی دعا مانگنا جائز

قرآن واحادیث متواترہ اور اجماع امت کے خلاف ہے جیسے اس سے قبل تفصیلاً

۱۰۰۰

۳ اور اگر ان دونوں معنوں کے علاوہ کوئی معنی ہو تو وہ بھل ہے

۴ تفصیل اور تعین کون کرے گا۔ لہذا فقہائے کرام کے اقوال کے دو ہی معانی

۱۰۰۰

(i) ایک یہ کہ نماز جنازہ کے بعد بالکل دعا ممنوع ہے تو یہ مانعین کے

دعا ہے کیونکہ منکرین دعا بھی دفن کے وقت اور زیارت قبور کے وقت دعا کو جائز

تے ہیں یہ معنی بالکل خلاف شریعت ہے۔

(ii) دوسرا معنی اقوال فقہاء کا یہ ہے کہ نماز جنازہ کے بعد کھڑے ہو

کر دیا ہو تو یہ مکروہ ہے لیکن اہلسنت میں تو ذکر دعا کرتے ہیں اسی طرح دعا میں ہلکا مستحب ہے۔

اسی صورت کی تائید قاعدہ احناف سے ہوتی ہے

قاعدہ:

التنصيص على الشيء باسمه العلم عندنا لا يدل على النفي

عداء۔

(ملا جیون۔ نور الانوار۔ صفحہ ۱۵۳)

”کسی چیز پر اس کے نام کے ساتھ نفي ہو جائے تو ہمارے احناف نزدیک اس نفي سے اس کے علاوہ صورتوں کی نفی نہیں ہوتی۔“

اب اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو نفی حالت قیام (کھڑے ہوئے) کی ہو رہی ہے، نہ بیٹھ کر یا متفرق ہو کر دہانے کی۔

لہذا اقوال فقہاء کا مطلب قاعدہ حنفیہ کی رو سے یہ ہوا کہ بعد نماز جنازہ صف بستہ کھڑے ہو کر دعا کرنا مکروہ ہے۔ حالت قیام میں کراہت کی وجہ شبہ زیادتی ہے، جس طرح ملا علی قاری فرماتے ہیں:

لا يدعوا للميت بعد الصلوة لانه يشبه الزيادة في صلوة الجنائز۔

(ملا علی قاری۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۴۔ صفحہ ۶۴)

”میت کے لئے نماز جنازہ کے بعد وعاء نہ کرو، کیونکہ یہ دعا نماز جنازہ میں میں زیادتی کا شبہ ہے۔“

ہر ذی عقل اور انصاف پسند اسی عبارت سے یہی اخذ کرے گا کہ صف بستہ

دعا کر دیا کرنا مکروہ ہے کیونکہ شبہ زیادتی صف بستہ کھڑے ہونے کی صورت کا ہے نہ کہ متفرق ہو کر یا بیٹھ کر۔



## استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ زید تدویر فد یہ  
القرآن کا منکر ہے کہ یہ عمل خلاف شرع ہے اور بدعت ہے۔ نیز کہتا ہے کہ قرآن وحدیث  
اجماع اور قیاس میں اس کا ثبوت نہیں ہے۔  
تو واقعی مروجہ طریقہ بدعت ہے؟  
از روئے شرع وضاحت فرمائیں۔

احمالیان جسکوٹ اوگی (اگر وہ)

الحمد لله يا من وحده الصلوة والسلام عليك يا من لا نبي بعده  
الجواب بعون الوهاب۔

زید کا تدویر قرآن کو بدعت کہنا سراسر غلطی پر مبنی ہے کیونکہ بدعت کی دو  
قسمیں ہیں۔ (۱) بدعت حسنہ۔ (۲) بدعت سیئہ۔  
پھر حسنہ کی تین قسمیں ہیں:

(۱) واجبہ (۲) مندوبہ (۳) مباح

اور سیئہ کی دو قسمیں ہیں۔

(۱) بدعت محرّمہ (۲) بدعت مکروہ

تو بدعت کے کل پانچ اقسام ہوئے جس طرح شرح مسلم نووی تفسیر روح  
المعانی، الحاوی للفتاویٰ، مرقاة شرح مشکوٰۃ، اشعۃ لعات شرح مشکوٰۃ اور فتاویٰ شامیہ میں  
ہے۔

اب زید سے دریافت امر ہے کہ بدعت قبیحہ سے کوئی بدعت مراد ہے اگر  
بدعت محرّمہ مراد ہے بطریق اولیٰ دلیل کی ضرورت ہے اور اگر مکروہ مراد ہے پھر بھی  
دلیل کی ضرورت ہے کیونکہ مکروہ بھی ایک امر شرعی ہے اور امر شرعی کے لئے دلیل  
کی ضرورت ہو کرتی ہے جس طرح فتاویٰ شامیہ میں ہے:

لان الکراهة حکم شرعی فلا بدله من دلیل (شامی)

کیونکہ کراہت ایک حکم شرعی ہے اور اس کے لئے دلیل ضروری ہے تو زید  
کو چاہیے کہ وہ اپنے اس دعویٰ پر یعنی تدویر قرآن کو بدعت قبیحہ کہنے پر دلیل پیش کرے  
ورنہ ایسا دعویٰ باطل ہے کیونکہ یہ قاعدہ ہے جس طرح کتب اصول میں صریحاً مذکور

والاحتجاج بلا دليل باطل وعند الجمهور ليس بحجة أصلاً لا في  
النفي ولا في الإثبات لقوله تعالى (وقالوا لن يدخل الجنة الا من كان هوداً  
او نصارى تلك امانيتهم قل هاتوا برهانكم ان كنتم صادقين) امر النبي  
ﷺ بطلب الحجة والبرهان على النفي والإثبات۔ (نور الانوار)

• **ترجمہ:** ”غیر دلیل کے کسی چیز کے نفی کرنے کا دعویٰ باطل ہے یعنی اگر  
کوئی یہ کہے کہ یہ حکم ثابت نہیں ہے کیونکہ دلیل نہیں اس قسم کی بات کرنی باطل ہے۔  
اور جمهور کے نزدیک بالکل حجت نہیں ہے نہ اثبات میں اور نہ ہی نفی میں جس طرح اللہ  
تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یہود اور نصاریٰ نے کہا کہ جنت میں صرف یہود یا نصاریٰ داخل  
ہوں گے یہ ان کے خواہشات ہیں اے محمد ﷺ ان دونوں فریقوں سے اپنے اپنے  
دعوؤں نفی اور اثبات پر دلیل طلب کریں تو گویا یہ اللہ کا حکم ہو کہ کوئی بھی کسی قسم کا  
دعویٰ کرے تو دلیل پیش کرے۔“ تو قرآنی آیت کی رو سے زید کو چاہیے کہ وہ اپنے  
دعویٰ یعنی تدویر قرآن کو بدعت قبیلہ کہنے پر دلیل پیش کرے اور زید کا یہ کہنا کہ تدویر  
قرآن اولہ اربعہ میں نہیں اس لئے بدعت ہے یہ احتجاج باطل ہے اور یہ باطل ہے جس  
طرح ہم نے ذکر کیا۔ لہذا زید کو اس قسم کے نازیب الفاظ کہنے سے توبہ کرنی چاہیے۔

### راہ حق سے دشمنی مولانا نور شاہ دیوبندی کا فتویٰ

زید کا یہ کہنا کہ مسئلہ تدویر قرآن کا حضور ﷺ کے عمل اور صحابہ کے عمل  
سے بخلاف آسمانی دلیل سے ثبوت ہونا ضروری ہے یہ شریعت مطہرہ سے لاعلمی کی واضح  
دلیل ہے اور بنیاد فاسد ہے کیونکہ جو یہ خیال کرے کہ فضائل صرف حضور ﷺ کے

نفس میں منحصر ہے اس نے راہ حق سے بغض اور دشمنی کی، مولانا نور شاہ دیوبندی لکھتے  
ہیں:

اعلم ان الفضائل والغرائب لا تنحصر فی مائت فیہ فعلہ  
فمن ظن ان الفضل فیما ثبت عملہ ﷺ فقط فقد حاد عن طریق الصواب  
وبنی اصلاً فاسداً۔ (فتاویٰ الباری)

• **ترجمہ:** ”فضائل اور ترغیبات حضور ﷺ کے فعل میں منحصر نہیں ہیں  
پس اگر کوئی یہ گمان کرے کہ فضل صرف حضور ﷺ کے فعل میں ہے، اس نے راہ  
صواب سے دشمنی کی اور ایک فاسد اصل کی بنیاد لی۔“

• **قاعدہ:** ہر چیز کی تصریح ضروری نہیں کیونکہ یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ  
مفہیم کتب معتبرہ ہوتے ہیں یہ نہیں کہ ہر مسئلہ کی تصریح بھی ضروری ہوگی۔  
جس طرح ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

ومن القواعد المقررة ان مفاهيم الكتب معتبرة وليس كل مسئلة  
مصرحاً بها فان الوقائع والحوادث تتجدد بتجدد الزمان ولو توقف  
على التصريح بكل حادثة لشق الافر على العباد بل يذكر قواعد كلية  
تتدرج فيها مسائل جزئية فيجوز للمفتي استخراجهما من ذلك۔

(رسائل ابن عابدین)

• **ترجمہ:** مقرر شدہ قاعدوں میں سے ایک قاعدہ یہ بھی ہے کہ مفہیم کتب  
کا اعتبار کیا جاتا ہے یہ ضروری نہیں کہ ہر مسئلہ کی تصریح بھی ہو کیونکہ واقعات و  
حوادث تجدد زمانہ کے نئے نئے ہوتے ہیں اگر ہر واقعہ کی تصریح توقیف کیا جائے تو  
لوگوں پر معاملہ مشکل ہو جائے گا بلکہ اگر اہم قاعدہ نکلیں تو کہتے ہیں اور ان کے

تحت جزئیات مندرج ہوتے ہیں اور مفتی کے لئے ان کا استخراج جائز ہے۔

کلیات سے جو جزئیات نکل آئیں انہیں غیر منقولہ نہیں کہنا چاہئے جس طرح رسالہ میں ہے :

فان المسائل المدونة في الفقه انما يتكلمون عليها من حيث کلیات  
تھا لا من حيث جزئیاتھا فلا یقال فی الجزئیات النی انطبق علیھا احکام  
الکلیات انھا غیر منقولة ولا مصرح بها۔

**ترجمہ :** کتب فقہ میں جو مسائل مدون ہیں فقہان ان سے بحیث کلیات کے  
صاف کرتے ہیں، جزئیات کے اعتبار سے صاف نہیں کرتے ہیں۔ ان جزئیات کے متعلق  
جن پر احکام کلیات منطبق ہوتے ہیں کوئی نہ کہے کہ یہ جزئیات منقول نہیں ہیں اور نہ  
ہی ان کی تصریح ہے کیونکہ بہت سے مسائل ایسے ہیں کہ متقدمین نے ان کی تصریح  
نہیں کی۔

چنانچہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں :

کم من مسئلة لم یوجد فیہا نص عند المتقدمین۔

ہماری سابقہ تقریر سے خوب واضح ہوا کہ ہر ایک مسئلہ کا قرآن و حدیث میں  
ثبوت نہ ماننا مسئلہ کی ناجائز ہونے کی دلیل نہیں ہے اگر ہم زید کی بات کو مان لیں کہ  
ہر مسئلہ کیلئے آسمانی دلیل ضروری ہے تو لازم آئے گا کہ مندرجہ ذیل اشیاء میں سو جائز  
ہے، مثلاً کاغذی روپے، لکٹی، چاول، ہر قسم کے وال اور لوہا وغیرہ۔ کیونکہ ان اشیاء  
کا قرآن و حدیث میں کہیں بھی ذکر نہیں ہے، قرآن میں صرف اتنا ہے کہ سو حرام ہے  
لیکن یہ نہیں، یا ان کی ایک کس چیز میں۔

حدیث میں صرف چھ چیزوں کا ذکر ہے۔

(۱) دہ۔ (۲) چاندی۔ (۳) گندم۔ (۴) جو۔ (۵) نمک۔ (۶) کھجور۔

فقہاء کرام نے ان چھ چیزوں کے علاوہ اشیاء کو ان پر قیاس کر کے سو کو  
مسمیٰ ٹھہرایا۔

اسی طرح قرآن پاک میں صرف روزہ کے فدیہ دینے کا ذکر ہے، فقہاء کرام  
نے باقی عبادات روزہ پر قیاس کئے اور فدیہ دینے کا حکم دیا اور بصورت ناداری حیلہ کرنے  
کا حکم دیا۔ چونکہ فدیہ میں ہر وہ چیز دی جاسکتی ہے جو مال ہو چونکہ قرآن پاک بھی مال  
مسمیٰ ہے لہذا قرآن پاک کا فدیہ میں دینا جائز ہے۔

**مسئلہ :** فدیہ و تدبیر فدیہ مع الصفت قرآن، حدیث، اہتمام امت اور قیاس  
سے ثابت ہے جیسے قرآن مجید میں ہے۔ وعلى الذین یطیقونہ فدیة طعام  
مسکین۔

تفسیر لٹ احمدیہ میں ہے :

وكان المعنى وعلى الذین لا یطیقونہ فدیة طعام مسکین۔

**ترجمہ :** ”وہ لوگ جو روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتے وہ فدیہ دیں۔“

ثم الفدية ان یطعم لکل یوم لمسکین واحد نصف صاع من بوا  
دقیقة او صاعاً من تمر او شعیر۔ (تفسیر لٹ احمدیہ)

**ترجمہ :** ”فدیہ کا طریقہ یوں ہو گا کہ ہر روزہ کے بدلہ میں ایک مسکین کو  
نصف صاع گندم یا گند یا پورا صاع کھجور یا جو کا دیا جائے گا۔“

حدیث شریف میں ہے :

عن ابن عمر ”من مات وعليه صیام شهر فلیطعم عنه ولیہ مکان  
کل یوم مسکیناً۔ (نزل اعمال)



**ترجمہ :** "حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے اگر کوئی وفات پا جائے اور اس کے ذمے رمضان المبارک کے روزے ہوں تو اس کا ولی اس کی طرف سے ہر روز کے بدلے میں ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔"

اس طرح فدیہ روزوں کا دیا جاتا ہے اسی طرح مندرجہ ذیل عبادات کا بھی دیا جاتا ہے :

- (۱) نمازوں کا فدیہ (۲) زکوٰۃ کا فدیہ (۳) حج کا فدیہ
- (۴) نوافل جو شروع کرنے کے بعد فاسد کئے گئے ہوں اور نقصان کئے ہوں۔
- (۵) ہر تہجد تلاوت کا فدیہ (۶) نذر (۷) قربانی (۸) عشر (۹) حجاج (۱۰) کفارہ قتل
- خضاء (۱۱) غبار (۱۲) نختہ واجبہ (۱۳) صدقہ مندور (۱۴) اعینکاف مندور اور اس سے علاوہ جو تفصیل رسائل ابن عابدین میں درج ہے۔ (رسائل ابن عابدین صفحہ ۲۱۱)

### تدویر فدیہ

مذہب حنفی کی تمام معتبر کتابوں میں مثلاً فتاویٰ قاضی خان، خلاصۃ الفتاویٰ، فتاویٰ عالمگیری، بحر الرائق، جامع الرموز اور مشہور زمانہ فتاویٰ شامی میں بغیر کسی انکار کے مسئلہ تدویر فدیہ درج ہے۔ یہاں پر صرف امام ابن عابدین شامی کی کتاب رسائل ابن عابدین پر اکتفا کروں گا۔

ونص علیہ اهل المذهب ان الواجب اذا كثر اذار واصرفه فمشملة على تقوى او غيرها كجواهر او حلى او ساعة وبنو الامر على اعتبار القيمة وللادارة الضرة طرائق احسنها ان يعطى الوصى الضرة الى الفقير على انها

للمدة عن صلاة يقدرها ويقول له خذ هذه الضرة عن فدية صلوات سنة او عشر سنين مثلاً عن فلان بن فلان الفلاني او ملكك هذه عن فدية صلوات سنة عن فلان وبقبلها الفقير وبقبضها ويعلم انها صارت ملكاً له يقول الفقير هكذا وانا قبلتها وتملكتها منك ثم يعطى ها الفقير الى الوصى بطريق الهبة وبقبضها الوصى ثم يعطيه الوصى الى الفقير الاخر واماخذها منه على نحو ما ذكرنا وهكذا يفعل الوصى حتى يستوعب الفقرا يستوعب قدر ما على الميت من الصلوات ثم يفعل كذلك عن الصوم وعن جميع ما ذكرنا من الصيام والاضحية ثم بعد تمام ذلك كله ينبغي ان يصدق على الفقرا بشيء من ذلك المال او بما اوصى به الميت۔

**ترجمہ :** "اہل مذہب نے تصریح کی ہے کہ جب واجب ات میت کے ذمہ زادہ ہوں تو ذریعہ ایک قبیلہ کا تدویر کرے جو فقرو یا اس کے علاوہ جسے خواہر، زیارت وغیرہ پر مشتمل ہوں اور ان کی قیمت کا اعتبار ہو اور ذریعہ کے بہت سے طریقے ہیں لیکن بہترین طریقہ یہ ہے کہ وصی ایک فقیر کو ایک اندازہ شدہ نمازوں کے بدلے میں اس قبیلہ کو دے اور فقیر کو کہے یہ قبیلہ ایک سال یا دس سالوں کے نمازوں کے فدیہ فلان ان فلان کی طرف سے ہے یا وارث فقیر کو کہے میں نے تمہیں ایک سال کے نمازوں کے فدیہ کا مالک بنادیا فقیر قبول اور قبضہ کرے اور یہ جانے کہ یہ میری ملکیت ہو گئی۔ فقیر کہے میں نے اسی طرح قبول کیا اور تمہاری طرف سے اس مال کا مالک ہو گیا پھر فقیر وارث کو بطریق شہادت اور وصی قبضہ کرے پھر وصی دوسرے فقیر کو دے اور فقیر مذکورہ طریقہ سے اسی طرح وارث کو دے تاکہ جائے۔ یہاں تک کہ فقر کا احاطہ ہو جائے اور میت پر جو نمازیں ہیں اس کا بھی احاطہ ہو جائے پھر اسی طرح روزوں اور قربانی

اور تمام عبادات کے لئے حیلہ کیا جائے جو تفصیلاً ذکر ہوئے پھر مناسب ہے کہ فقہ آپس سے کچھ صدقہ کیا جائے۔

## احتیاطاً حیلہ کیا جائے

علامہ ابن عابدین شامی فرماتے ہیں:

هكذا ينبغي ان يفعل وان كان الشخص محافظاً على صلواته احتياطاً خشية ان يكون وقع خلل ولم يشعر به. (رسائل ابن عابدین)  
”اسی طرح یہ حیلہ احتیاطاً اس شخص کے لئے جائے جو نمازوں کا پابند ہو۔ ہو سکتا ہے کہ لاشعوری میں اس کی نمازوں میں خلل واقع ہوئے۔“

## قرآن پاک کا فدیہ میں دینا

فدیہ میں ہر وہ چیز دی جاسکتی ہے جو مال ہو اور مال کی تعریف یہ ہے (ما یسمی الیہ الطبع ویمكن اذ حارہ لوقت الحاجة) مال وہ شے ہے جس کی طرف طبع مائل ہو وقت حاجت کے لئے اس کا ذخیرہ کرنا ممکن ہو مال منقوم وہ ہے (ما یحل به الانتفاع شریعاً) جس کے ساتھ شرعاً انتفاع جائز ہے۔ (شامی)

تو اس اعتبار سے قرآن پاک بھی مال منقوم ہے کیونکہ قرآن سے نفع جائز ہے۔

## قرآن کا مال ہونا

قرآن مال منقوم ہے کیونکہ کسی کے پاس مصاحف ہوں اور وہ دو سو درہم کے برابر ہی ہوں اور ان مصاحف کی طرف اس کی اختیاری نہ ہو تو ایسے شخص کو زکوٰۃ نہیں لیا جاسکتی۔

عالمگیری میں ہے:

وكذا لو كان عنده من المصاحف وهو يحتاج اليه وان كان لا يحتاج اليه وهو يساوي مائتي درهم لا يجوز صرف الزكاة اليه ولا يجوز له اخذها۔

نیز مال میں ملکیت اور زوال ملکیت کے اسباب جاری ہوتے ہیں تو اس اعتبار سے بھی قرآن مال ہے کیونکہ اس میں بھی زوال ملکیت اور ملکیت کے اسباب جاری ہوتے ہیں، جس طرح درختار میں ہے:

حمامی وضع المصحف الرهن في صندوقه ووضع عليه قصعة ماء للشرب فانصب المأعلى المصحف فهلك ضمن ضمان الرهن۔  
قرآن میں وراثت جاری ہے اور وراثت مال میں جاری ہوتی ہے لہذا قرآن بھی مال ہے۔

حدیث شریف میں ہے حضور ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

مما يلحق المؤمن من عمله وحسناته بعد موته علماً علمه ونشره ولذا صالحاً تركه او مصحفاً ورثه۔ (مشکوٰۃ شریف)

نیز مال کی خرید و فروخت جائز ہوتی ہے تو اسی طرح قرآن کی بیع و اشتراک بھی جائز ہے کیونکہ مال ہے۔

در مختار میں ہے۔

و نصح صحراء شراة كافر مسلما و مصحفا مع الاجار علی احراجہما

عن ملکہ۔

اور جمع حقیت قرآن کی نہیں ہے بلکہ یہ بیع اور قرض اور غل کا قب کی ہوتی ہے۔

جس طرح فقیر روح البیان میں ہے :

وبیع المصحف لیس بیع القرآن بل هو بیع الورق وعمل البیہ

الکاتب۔

### علماء دیوبند کا فتویٰ

قرآن پاک فد یہ میں دینا ایک مسئلہ آج تک کسی نے بھی اس کا اقرار نہیں کیا علماء دیوبند نے بھی قرآن مجید کے فد یہ میں دینے کو جائز قرار دیا بلکہ مفید قرار دیا چنانچہ فتویٰ دارالعلوم دیوبند جو ایک نمائندہ کتاب ہے، ملاحظہ فرمائیں لکھتے ہیں :

سوال ۲۰۲۱ : حیلہ اسقاط کی تین قسمیں ہیں جو فقہ کی معتبر کتابوں

میں مرقوم ہیں کہ میت کی جملہ قضاء فرائض و واجبات وغیرہ شمار کر کے اس کے فد یہ میں جو گندم مقرر ہو تو پھر کچھ گندم لاکر یا مقرر گندم کی قیمت مقرر کر کے پھر ایک ناشکی ذی قیمت وارث فقیر کو دے۔ اور پھر فقیر وارث کو اور پھر وارث فقیر کو، اسی طرح تکرار کرتے رہیں حتیٰ کہ فد یہ کی مقرر گندم کی قیمت پوری ہو جاوے تو فد یہ ادا ہو گیا نہیں۔

سوال نمبر ۲۰۲۲ : میت کا وارث قرآن مجید کی قیمت اس فد یہ

میں مقرر گندم کے برابر کر کے ایک مایا فقیر فقیر کو بیع کر دے اور وہ قیمت اس پر قرض کرے۔ وہ قرض میت کے اس فد یہ مقررہ کے لئے عوض اس مشتری کو بخش دے۔

سوال ۲۰۲۳ : میت کا وارث قرآن مجید کی قیمت میت کے

فد یہ میں مقرر گندم کے برابر کر کے ایک مایا فقیر کو وہ قرآن مجید بیکارگی اس فد یہ کے عوض بخش دے یہ تینوں صورتیں درست ہیں یا نہیں۔

الجواب :

ان میں سے جس حیلہ کو بعض فقہاء نے لکھا ہے وہ صورت باورنی و افلاس و رشہ بعض رس تبرع کے طریق سے فقہاء نے لکھا تھا کہ وہ درست گرایا کر لیا جاوے تو امید ہے کہ اس میت کے ذمہ کے فرائض ادا ہو جائیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند - جلد ۳ - صفحہ ۷۱۷)

علماء دیوبند کے پیرومرشد مولانا رشید احمد گنگوہی

لکھتے ہیں

سوال : بعد مرنے کے جیسے جو طریق اسقاط عوام کرتے ہیں کہ فرائض و واجبات جو بچ کر کے اس کے فد یہ میں رس جو گندم وغیرہ مقرر ہوئے ان کے عوض ایک آدم اللہ شریف دے کر سب سے بری وضع الذمہ ہو جاتے ہیں لہذا طریق مروج ثامات اور ہائے یا نہیں۔

الجواب : حیلہ اسقاط کا مفلس کے واسطے علماء نے وضع کیا تھا حق

قادی میت سے واقف ہے مفلس کے لئے واسطے لفظ صحت میت و رشہ کیا خوب ہے کہ مفید



(مولانا رشید احمد گنگوہی، فتاویٰ رشیدیہ - صفحہ ۱۵۰)

ہو۔

جس طرح سابقہ بیان سے تفصیلاً معلوم ہوا کہ قرآن مال ہے تو اس بابت سے اعتبار سے قرآن مجید کا فدیہ میں دینا جائز ہے جس طرح گندم، مکئی، سونا، چاندی اور تدویر جائز ہے اسی طرح قرآن کی تدویر بھی جائز ہے۔ چنانچہ فتاویٰ نور الہدیٰ، فتاویٰ واحدی، فتاویٰ قاسمیہ، وحیہ الصراط، سیف المقلدین، فتاویٰ بہارِ نبوی اور دیگر فتاویٰ جاریہ میں ہے:

### طریقہ اسقاط :

ازمرو و دوازد و سال دور کنند و از زن نہ سال،  
تقید عمروی شمرند و زیارت برینہ بطریق عاریت گرفتہ از صاحب زرینہ عشاوند تا ملک کنند و  
در آید و اگر میسر نہ گردد مصحف در دست بیمار ندک و در ملک آں اسقاط کنند و باشد یا کسی  
و او قبول کند و مصحف در غلاف کند و سال میت رہا بقیطہ شمار کنند شیخ شمس الدین اور اسقاط  
کند و مصحف بر دست گیرد و کسی کہ قبول میکند بگوید کہ قرآن مجید تحت اسقاط شیخ سالہ  
صلوات، و صیبات و زکوة و جہدہائے تلاوت و سمو و نذرات و انچہ بریں میت فرط  
دو واجب ہو و بطلد یہ ساقط شود حالاً از ادائی آں عاجز است بد لہ او قبول کردی قبول کنند و  
گوید قبول کردم و قبول کنند ہا کلام اللہ رہا بآن اسقاطی عشاوند ہمیں طریق کنند تا آن زمان کہ  
سال عمر تمام شد۔

### ترجمہ :

”مرد کی عمر بارہ اور زنانہ کی عمر نو سال نکالیں جائیں اور  
باقی شمار کی جائے، سونا عاریت لے لیا جائے اور صاحب زر سے بخش کر دے تاکہ اسقاط  
کندہ کی ملکیت میں آجائے اور اگر یہ زرد وغیرہ میسر نہ ہو تو کائنات قرآن پاک لے آئے  
اسقاط کی ملکیت میں ہو یا کوئی بخش دے اور یہ اسقاط کنندہ قبول کرے اور مصحف و  
غلاف میں کرے اور میت کے سال احتیاط کے ساتھ پانچ سال شمار کرے اور ان

ما قسط کرے اور قرآن کو ہاتھ میں پکڑے اور جو قبول کرے اسے کہ میت کے پانچ  
سال نمازوں، روزوں، زکوٰۃ، جہدہائے تلاوت، سمو، نذرات اور عبادتیں جو اس پر  
واجب تھیں کہ فدیہ سے ساقط ہو جائیں ہیں اب میت اس کے اوائلی سے عاجز ہے  
قرآن کو اسقاط کی ہمت سے ان عبادتوں کے بدلہ میں قبول۔ قبول کرنے والا کسے میں  
نے قبول کیا اور قبول کرنے والا دوبارہ کلام اللہ کو اسقاط کنندہ کو بخش کرے اسی طرح  
کرنا چاہئے یہاں تک کہ میت کے عمر کے سال ختم ہو جائیں۔

### قاعدہ

مکرمین تدویر قرآن کے سامنے جب متاخرین احناف کے فتاویٰ جات پیش  
کئے جاتے ہیں تو صرف عشاوند کی نام پر یا قانون شرعی سے اعلیٰ کی وجہ سے سامنے  
سے انکار کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ ایک مضبوط قانون ہے کہ اگر کسی مفتی کا فتویٰ اصول  
اور کتب معتبرہ کے موافق ہو تو اس پر عمل کرنا جائز ہے جس طرح علامہ ابن عابدین  
شامی لکھتے ہیں:

ان ههنا قاعدة مقررة وهي ان المسائل الفقہیة ان كانت ماخذها  
معلوماً مشهوراً من الكتاب والسنة والاجماع فلا نواع فيها لاحد والا بان  
كانت اجتہادیة ينظر ان نقلها مجتهد لزم اتباعه بلا مطالبه بالدلیل والا فان  
نقلها عن مجتهد وثبت نقله فكذلك والا فان ينقل من قبل نفسه او مقلداً  
اخر او اطلق فان بین دلیلان شرعياً فلا كلام والا ينظر فان وافق الاصول  
والكتب المعبرة يجوز العمل به۔ (رسائل ابن عابدین شامی)

یہاں ایک مضبوط قاعدہ ہے وہ یہ کہ مسائل فقہ کا ماخذ اگر قرآن و سنت

اجماع میں سے معلوم ہو تو اس کے ماننے میں کسی کو فروع نہیں ہے اگر مسئلہ  
اجتہاد یہ ہو تو دیکھا جائے گا کہ اگر ناقول مجتہد ہو تو پھر کسی دلیل کو طلب کرے گا۔  
اس کا اتباع لازم ہے اور اگر ناقول مجتہد نہیں ہے بلکہ کسی مجتہد سے نقل کیا ہے اور  
کئی نقل ثابت ہے تو پھر اتباع لازم ہے اگر ناقول اپنی طرف سے یا کسی اور مقلد سے  
کرنا ہے یا مطلق چھوڑنا ہے اگر دلیل شرعی بیان کی ہے تو بھی اتباع لازم ہے اور  
دلیل ذکر نہیں کی اور یہ فتویٰ اصول اور کتب معتبرہ کے موافق ہے تو اس پر عمل  
ہے۔ مسئلہ تدویر قرآن اصول فقہ اور فقہ حنفیہ کے کتب معتبرہ کے موافق ہے۔  
طرح صحابہ تحریروں سے واضح ہو گیا لہذا یہ عمل درست اور موافق شرع ہے۔

## تدویر فدیہ مع القرآن کا فائدہ

کوئی بھی شرعی فعل بے غرض نہیں ہے۔ اس شرعی فعل کا کوئی نہ کوئی فائدہ ہوتا  
ہے۔ اگر عقل کے ترازو سے تولد جائے تو وہ عبث نظر آتا ہے لیکن شریعت مطہرہ میں عقل کا  
عمل نہیں ہوتا۔ عقل صرف ایک آلہ ہے۔ حضرت علیؓ سے کسی نے پوچھا کہ کیا شرعی امور  
عقل میں نظر انداز ہے یا نہیں؟ تو حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ تم موزوں پر نیچے سے مسح  
کرتے ہو یا موزوں کے اوپر مسح کرتے ہو؟ تو سائل نے جواب دیا کہ ہم اوپر والے  
سے پر مسح کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ یہی شریعت ہے اور عقل کتنی ہے کہ  
اسے مسح کیا جائے۔ کیونکہ گندگی نیچے سے لگتی ہے۔ لیکن عقل کا اعتبار نہیں ہے۔  
اسی طرح عقل محض والا مسئلہ تدویر فدیہ مع القرآن کو عبث سمجھتا ہے لیکن وہ شخص جو  
عقل سلیم کو شریعت کے تابع کرے، وہ اسے عبث نہیں فائدہ مند سمجھتا ہے۔ کیونکہ دائرہ میں  
ایسے ہوئے شخص کو بھی اتنا ثواب ملتا ہے جتنا فدیہ دینے والے کو ملتا ہے۔

جس طرح حضور ﷺ کا ارشاد و گرامی ہے

لَو ان الصَّدَقَةَ جَرَتْ عَلٰی يَدَي سَبْعِينَ اَلْفَ اِنْسَانٍ كَانَ اَجْرُ  
تَحْرِيمِهِمْ مِثْلَ اَجْرِ اَوَّلِهِمْ. (کنز العمال)

”اگر صدقہ ستر ہزار آدمیوں کے ہاتھوں سے فنقل ہوتا ہو کسی آدمی کو ملے، ہر  
انفرادی شخص کو اتنا ثواب ملے گا جتنا پہلے شخص کو ملے گا۔“

اسی حدیث کی بناء پر فقہاء نے حیلہ امتقاط کو جائز قرار دیا ہے۔

حیلہ امتقاط مفاسد کے لئے ہے جس طرح فتاویٰ دارالعلوم دیوبند اور رشید احمد

نکوی صاحب کے حوالہ سے گزر چکا ہے۔

اس وقت سب ہی لوگ مفلس ہیں ایا شاء اللہ۔

مثلاً ایک نماز کا فدیہ آج کل تقریباً چار سو روپے ہے۔

ایک دن کا فدیہ (ایک دن میں چھ نمازیں ہیں و تروں کے ساتھ) 108 روپے

ایک سال کا فدیہ --- 38880 روپے

ساتھ سال کا فدیہ --- 2332800 روپے

یہ صرف تنجید نماز کا فدیہ ہے۔ علیٰ ہذا القیاس روزوں، قسم، قرہائی، وغیرہ کے کفارے کی قیمت سے ہر ایک انسان عاجز ہے۔

ہاں اگر کوئی کہے کہ میں نے سب نمازیں، روزے وغیرہ ادا کئے ہیں تو جواباً عرض ہے کہ عبادات کے قبول ہونے کا یقین کسی کو بھی نہیں ہے، صرف امید ہے۔ نیز ان کی ادائیگی میں کوتاہی کا بھی احتمال ہے۔ اسی لئے تو علامہ ابن عابدین شامی نے فرمایا کہ پھر بھی احتیاطاً حیلہ کیا جائے۔

## تدویر فدیہ کی شرائط

علامہ ابن عابدین شامی ص۶۱ الجلیل لیسان اسقاط ما علی الذمۃ من کثیر و قليل رسالہ میں فرماتے ہیں:

۱۔ فدیہ دینے والے کو چاہئے کہ وہ تدویر فدیہ کے وقت جملہ استغناء سے اجتناب کرے۔ یعنی یوں نہ کہے کہ کیا تو نے اس فدیہ کو قبول کر لیا؟ بلکہ یوں کہے کہ یہ فلاں کی نمازوں کا فدیہ ہے، اس کو لے لیں۔

۲۔ تدویر فدیہ کے وقت ایجاب و قبول میں جلدی نہ کرے بلکہ وصی اور فقیر اپنے

بے ہاتھوں میں لے لیں تاکہ دفع اور صبر قبضہ اور تسلیم سے پورے ہو جائیں۔

دائرہ میں مالدار، بچہ اور مجنوں نہ ہوں۔

کوئی انجینی شخص تدویر نہ کرے۔ ہاں اگر وارث کی اجازت ہو۔

شرائط داروں کی اجازت سے تدویر نہ کرے اور فدیہ دے۔

دوران تدویر فقیر کو فدیہ ملکیت کی نیت سے دینا۔

دائرہ میں پیشے ہوئے فقراء کی دلچسپی کے لئے کچھ دینا۔



## نشان منزل

## محمد نشاۃ البش قصوری

بسم الله الرحمن الرحيم

”القول المحتاط فی جواز الحیلة والاستقاط“ حضرت علامہ مولانا غلام جان ہزاروی قادری رضوی رحمہ اللہ تعالیٰ خلیفہ امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ اپنی نوعیت کی مختصر مگر نہایت جامع تصنیف ہے۔ جو نصف صدی قبل لکھی گئی اور عجیب اتفاق ہے کہ اسی مسئلہ پر اسی نام سے مولانا علامہ اظہار اللہ ہزاروی زید مجدہ نے کتاب قلم فرما کر تاریخ کو تازہ فرمایا اور دنیائے اسلام کے عظیم اشاعتی ادارے ”رضا اکیڈمی“ نے اسے طباعتی معیار کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے ان دونوں رسائل کو یکجا شائع کرنے کی سعادت حاصل کی ہمیں یہ حقیقی رسائل علامہ مولانا غلام فرید صاحب ناظم اعلیٰ تعلقات عامہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کی وساطت سے دستیاب ہوئے اول الذکر رسالہ مصوف نے حضرت علامہ مولانا مظفر اقبال صاحب قادری رضوی لاہوری جو حضرت مصنف کے گرامی قدر و فرزند الہود اور علماۓ اہل سنت میں ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ جلیل القدر فاضل ہونے کے ساتھ ساتھ خاموش فطرت اور عظیم الطبع عالم ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان کے علمی فیضان کو مزید پروان چڑھائے اور خاص و عام زیادہ سے زیادہ مستفیض ہوں۔

رضا اکیڈمی لاہور اپنی اشاعتی سرگرمیوں کے باعث بین الاقوامی سطح پر تاریخ کا ایک حصہ بن چکی ہے۔ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی اور دیگر اہل قلم سنی علماء کرام کی علمی تحقیقی تاریخی مسلک کی کتاب کی عمدہ ترین اشاعت اور مفت تقسیم کرنا اس کا طرہ امتیاز ہے۔ ادارہ کی تمام تر کامیابی نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نگاہِ کرم کا نتیجہ ہے جس کے باعث ایثار پسند بے لوث صاحبان ثروت معاونین اس کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔ نیز محترم مقام حضرت الحاج جناب محمد مقبول احمد شیبانی قادری مدظلہ رضا کار کی ترقی کے لئے شب و روز والہانہ سرستی سے وقف جملہ خدمات رضا کارانہ طور پر سر انجام دے رہے ہیں۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ رضا اکیڈمی لاہور کو مزید کامرانی سے بہرہ مند فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

فیضان: محمد نشاۃ البش قصوری

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور خطیب مرید کے

۱۰۔ اگست ۲۰۰۳ء

جساء الحق و ذھق الباسل ان الباطل کان ذھوقا

## تازیانہ بر فرق جہول زمانہ

الحمد للہ یہ رسالہ واپسوں کو غیظ و غضب میں لانے والا احناف کا اچالا چار مسائل کا قبائل۔ مسئلہ جواز حیلہ و اسقاط و مسئلہ جواز جماعت ثانیہ و مسئلہ جواز شہادتیں کا کٹھنی پر لکھنا و مسئلہ جواز دعاء بعد نماز جنازہ۔ ہر چہار مسائل کا ثبوت قرآن پاک و حدیث سرور کائنات و کتب فقہ حنفیہ احناف سے کیا گیا۔ مصدق علماۓ ثقافت اہل سنت و جماعت

۱۹۵۱ء

لاہور رسمی باسم

۱۳۷۱ھ

۲۳ مئی

۱۶ شعبان

## القول المحتاط

## فی جواز

## الحیلة والاستقاط

یہ مبارک فتویٰ

حق کا حامی و مددگار و باپ کے لیے نکلے تلوار جس میں ان کے عقائد و مکائد کا پورا اظہار مؤلف ابوالمظفر مولانا مفتی محمد غلام جان قادری رضوی ہزاروی لاہور ہوی شم الہامی وری خطیب و متولی اونچی مسجد طحاں اندرون کشائی دروازہ لاہور و سابق مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور پاکستان

باہتمام

قاضی عبدالقدوس صاحب مظفر آبادی

## حَامِدًا وَمُسْلِمًا وَمُصَلِّيًا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي جَعَلَ الْقُرْآنَ وَسِيلَةً لِلنَّجَاتِ وَحِيلَةً  
لِلْإِسْقَاطِ الشَّيْئَاتِ وَكَفِيلَةً لِمُكْفِرَاتِ الذُّنُوبِ  
وَالْخَطِيئَاتِ وَجَعَلَ كِتَابَةَ الشَّهَادَتَيْنِ عَلَى الْكَافِرِ نَجَاتًا  
مِنَ النَّكِيرَيْنِ وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ  
وَالِهِ وَأَصْحَابِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَعِطْرَتِهِ وَأَهْلِ بَيْتِهِ وَعَشِيرَتِهِ  
أَجْمَعِينَ ۝

یا صاحب الجہاں یا سید البشر      من وجہک المیر لقد نور القمر  
لا یمنک الشیاء کما کان حقہ      بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

## استفتاء

مرسلہ جناب قاری محمد سعید صاحب پیش امام مسجد ثنائی مانسہرہ ضلع ہزارہ  
مکرم اختر م جناب مفتی محمد غلام جان صاحب زید مجاہد السلام علیکم ورحمۃ اللہ و  
برکاتہ۔

سوال اول: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین رحمہم اللہ تعالیٰ اس  
مسئلہ میں کہ تحویل یعنی دورۂ قرآن پاک جو حیلہ و اسقاط کے نام سے اطراف و اکناف  
میں مشہور و معروف ہے اس کو اکثر علماء جائز و مشروع قرار دیتے ہیں اور بعض اس کو  
ناجائز و ممنوع سمجھتے ہیں فرمائیے کیا بخود حق بجانب ہیں یا مائین۔

سوال دوم: کیا جماعت ثانی یعنی جس مسجد میں ایک دفعہ جماعت مستحب وقت  
میں بطریقہ مسنون ہو چکی ہو اس میں دوسری جماعت اسی وقت میں جائز ہے یا نہ بیسوا  
توجروا۔

سوال سوم: کیا بعد نماز جنازہ میت کے لئے جو دعا مانگی جاتی ہے جائز ہے یا نہ  
اس دعا کو بھی بعض منع کرتے ہیں۔ بیسوا توجروا۔

سوال چہارم: کیا میت کی کفنی پر کلمہ شہادت لکھنا جائز ہے یا نہ۔ امید ہے کہ  
ہر چہار سوالات کے جوابات مفصل و مدلل بیان فرما کر مکتور و ممنون فرمائیں گے۔ بیسوا  
توجروا۔

جواب سوال اول:

اقول وبالله التوفیق وبہ الوصول الی ذری التحقیق۔ تحویل قرآن پاک جو



حیلہ و اسقاط کے نام سے اطراف و اکناف میں مشہور و معروف ہی شریعت محمدیہ و مذہب حنفیہ میں بلاشبہ جائز و درست ہے اور مجوزین حق بجانب ہیں اور یہی مسلک و عقیدہ اہلسنت و جماعت کا ہے اور مانعین و غیرہ بجانب حق ہیں اور یہ عقیدہ غیر مقلدین و ہائین ضالین مصلین کا ہے۔ یعنی قرآن پاک کو بیع فدیہ نقد و بیع نماز روزہ قضا شدہ کا بطریق مذکور نعم البدل سمجھ کر ایک دوسرے مستحق صدقات خیرات کو دست بدست دے کر بطریق ایجاب قبول مروج مرہ بعد مرہ قبضہ کرنا عند الاحناف جائز ہے کہ اصل ہر چیز میں اباحت ہے وقتیکہ کوئی مانع شرعی موجود نہ ہو مزید تفصیل یہ ہے کہ حیلہ و اسقاط میت کے لئے قبل از جنازہ یا بعد از جنازہ جو کیا جاتا ہے۔ اس میں کوئی قباحہ شرعی تو ہی نہیں اور ایصال ثواب صدقات و تبرکات و خیرات مالی و بدنی میں بھی علماء اہلسنت و جماعت کا اتفاق ہی کما حق فی مقام۔ اس حیلہ و اسقاط مروجہ میں بھی روزہ نماز قضاء شدہ و دیگر حقوق اللہ زبان عربی و غیرہ میں قرآن پاک اور کچھ نقد و بیع کو نعم البدل گردان کر ایک مفلس مستحق صدقات خیرات دوسرے کو دوسرا تیسرے کو ملک و قبضہ کراتا ہے اس میں کون سی برائی ہے۔ اس حیلہ و اسقاط میں اس غفار کریم رحیم سے امید قبولیت کی جاتی ہے کہ وہ رب العزت بزرگم کریم سے بہت ممکن ہے کہ اس نعم البدل کو منظور فرما دے کہ انسان بوقت موت ادا سنگل صوم و صلوٰۃ سے عاجز و قاصر تو ہو ہی جاتا ہے اور یہ حیلہ و اسقاط شریعت مطہرہ میں مذموم و منوع بھی نہیں۔

### سیدنا ایوب علیہ السلام

سے رب العزت نے فرمایا تھا کہ اے ایوب تم نے اپنی زوجہ کے بارے میں قسم کھائی تھی کہ اے بی بی میں تجھے سو لکڑی ماروں گا۔ اب تو ایک سو تھکے کا جھاڑو لے کر مار لے تاکہ تم اپنی قسم میں حائف نہ ہو۔ پھر سیدنا ایوب علیہ السلام نے ایسا ہی کیا کما قال اللہ تعالیٰ خذ بیدک ضعفاً فاضرب به ولا تحنت (الایہ) اس حیلہ و اسقاط

میں جب کہ کوئی امر غیر شرعی نہیں اور نہ ہی اس حیلہ و اسقاط کے کرنے سے قطعاً یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ سب عبادات مالی و بدنی میت کے ذمہ سے ادا ہو گئے۔ صرف یہ حیلہ و اسقاط ایک عمدہ وسیلہ ہے جس سے صوم و صلوٰۃ کو نعم البدل سمجھ کر رب العالمین سے امید قبولیت و منظوریت کی جاتی ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وابتغوا الیہ الوسیلۃ۔ وہابی جو حیلے و طے کا منکر ہے وہ گمراہ مردود خود بھی بغیر حیلے و وسیلے کے نہ میں روٹی بھی نہیں ڈال سکتا چنانچہ ہر ذی عقل پر یہ بات اظہر من الشمس ہے نماز روزہ حج زکوٰۃ قرآن پاک صدقات خیرات انبیاء اولیاء علماء سب حیلہ نجات ہیں اور اسی امید پر تلقین بعد تدفین میت تکلم حدیث لقنوا موتکم جائز و درست ہے۔ اس کی یعنی تلقین کی مکمل تفصیل فقیر نے اپنے رسالہ (تلقین و اذان علی القبر) میں کر دی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ بعد تدفین میت کو پکار کر یوں کہا جائے یا فلاں ابن فلاں اذکر ربک و قل ربی اللہ و نبی محمد رسول اللہ و اما می القرآن و دین الاسلام۔ اے فلاں بیٹے فلاں کے یاد کر اپنے رب کو اور کہو رب میرا اللہ ہے اور نبی میرا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور امام میرا قرآن پاک ہے اور میرا دین اسلام ہے اور یوں بھی آیا ہے۔ لقنوا موتکم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ دخل الجنة اور مرد اس دخول سے دخول بلا عذاب ہے ورنہ ہر مسلمان داخل بہشت ہوگا۔ اس فدیہ کے متعلق رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔ وعلی الذین یطیقونہ قدیہ طعام مسکین جن لوگوں کو طاقت فدیہ کی ہے۔ مسکین کو طعام کھلائیں یعنی جن کو طاقت روزہ رکھنے کی نہ ہو بدلے۔ روزے کے ایک مسکین کو فدیہ دے۔ الغرض یہ حیلہ و اسقاط جس میں قرآن پاک مع اللہ کا دورہ کیا جاتا ہے یا رب جائز و درست ہے اس میں قرآن پاک کی کوئی حقیر و توہین نہیں محض وہابی کا پردہ پیکندہ ہے جس میں سیدھے سادھے لاعلم مسلمانوں کو قرآن پاک کی توہین بتا کر دھوکا و فریب دے کر اپنا الوسیدھا کرتا ہے۔

قاتلہم اللہ انہی یؤفکون۔ بلکہ اس میں تو حین تنظیم قرآن پاک ہے۔ پھر



میں لپیٹا ہوا نقد و جنس کے اوپر رکھا ہوا تبرکاً ایک مسلمان با وضو بطریقہ ایجاب قبول انکساری سے دوسرے کو بطور تعظیم میت مرحوم کی مغفرت کے لئے ہبہ کر کے معافی کا خواستگار ہوتا ہے مسلمان تو اس بے ہیا بقیت والی کلام کو تعظیماً حیلہ و وسیلہ گردانتا ہے اور وہابی مردود اس کو توہین بتاتا ہے۔ افلا تعقلون

برین عقل و دانش پیادہ گریست مسلمانوں دیکھو وہابیہ خدائے  
خدا لہم اللہ تعالیٰ رسومات اسلامیہ کو کس فریب دروہ بازیوں سے ناجائز بلکہ  
شرک و کفر بتاتے ہیں۔ ان بے غیرتوں کو خالق سے تو شرم نہیں مگر خلق سے بھی شرم نہیں۔  
طعن در حضرت الہی کن بے ہیا باش ہرچہ خواہی کن  
پریدون ان یطفون نور اللہ بافوا ہم واللہ معہ نورہ ولو کرہ الکافرون۔ یہ  
حیلہ و اسقاط بطریقہ معلوم تمام مسلمانوں کا محبوب و مطلوب ہے مگر ان دشمنان دین کا غیر  
مرغوب ماراۃ المسلمون حسناً فہو عند اللہ حسن جس کو مسلمان اچھا جائیں خدا  
بھی اس کو اچھا جانتا ہے۔ جناب مولانا مولوی غلام قادر صاحب بھیروی رحمۃ اللہ علیہ  
خطیب مسجد بیگم شامی لاہور نے اپنی کتاب عکسہ فی صلوۃ الجنائزہ میں بالتفصیل  
حیلہ و اسقاط کے جواز میں مسوط تحقیق فرمائی۔

## استدلال

### تازیانہ اول

تذکرۃ السلوک مطبوعہ مراد آباد صفحہ ۴ میں ہے۔ ولعل الاکثر مانعورف انہ  
یحاسب تمام عمرہ و بیع مصحفاً وشیئاً اخر بمقدار ہما من الفقیر فیقبض  
الفقیر المبیع و یصیر القدر المذکور دنیا علی ذمۃ ثم یقول المقدی  
اعطیتک هذا المقدار من الحنطۃ فی عوض فدیۃ فلان میت و یقول الفقیر

قلت۔ ثنائی میں ہے۔ ثم اعلم انہ اذا اوصی بفدیۃ الصوم و الصلوۃ بحکم  
بالمجاز قطعاً لانہ منصوص علیہ۔ و اما اذا یوصی بالكفارة یعطى لكل صلوۃ  
نصف صاع مثلاً و یدفع لفقیر ثم یدفع الفقیر للوارث ثم و ثم حتی یتیم۔ اسی  
مقام میں ردالمحتار (فصل فی اسقاط الصوم) میں بھی یہ مسئلہ اسقاط واضح و مفصل بیان  
ہے۔ کبیری میں ہے۔ ومن مات و علیہ صوم و صلوۃ فاوصی بمال معین یعطى  
لکفارة صلوۃ لازم و یعطى لكل صلوۃ کالفطرۃ و للوتر کذلک و کذا بصوم  
کل یوم و انما یلزم تنفیذها من الثلث وان لم یوصی و تبرع بہ بعض الورثۃ  
وان کان الصلوۃ کثیرۃ و الحنطۃ قلیلۃ یعطى ثلثۃ اصوع عن صلوۃ یوم و لیلۃ  
مع الوتر مثلاً لفقیر ثم یدفعها الوارث الیہ و هكذا یفعل مرارۃ حتی یتسوعب  
الصلوۃ و یجوز اعطائها لفقیر واحد دفعۃ بخلاف کفارة الیمین و الظہار والا  
فتاد بلا عذر۔

صفحہ ۴۹۷ فصل قضاء الفوات (فتاویٰ عالمگیری) میں ہے۔

اذا مات الرجل و علیہ صلوۃ فائتۃ فارضی بان تعطى کفارة صلوۃ  
نصف صاع حنطۃ و لو دفع جملۃ الی فقیر واحد جاز بخلاف کفارة الیمین و  
کفارة الظہار والا فطار و فی الواجبۃ لو دفع عن خمس صلوۃ تسع امتان  
لفقیر واحد لانہ یجوز من اربع صلوۃ ولا یجوز من صلوۃ الخامسة صفحہ ۱۲۵  
(ج ۱) باب (قضاء الفوات) کذا فی جامع الرموز شرح مختصر البوقایہ  
(ج ۱ ص ۴۱۳) فتاویٰ بڑھنہ میں ہے یکے وفات یافت و بروے چند نماز است و او وصیت  
بکفاره کردہ وارث اواز ہر نماز قرش نیم صاع گندم و ہر از ثلث مال او اگر مالے  
بگذاشتہ نیم قرش گیرد و بفقیر ے و ہر و این را بوسۃ نقد باز او بوسۃ و ہر ہم چنین تا تمام  
شود و اگر ہمہ یک فقیر را بدہ درست است و اگر از یک نماز برائے دو فقیر بدہ روانہ صفحہ  
۳۳۶۔

## طحاوی صفحہ ۳۰۸ ج ۱

میں ہے، فما یفعل الان من تدویر القرآن مع الفدیۃ الکفارة بین الحاضر و کل یقول الآخر و هبت لک هذا الدراهم للاسقاط ما علی ذمة فلان من الصلوة والصیام و یقول الآخر صحیح صفحہ ۳۰۸ ج ۱۔

یوں ہی فتاویٰ سمرقندی میں ہے۔ عن ابن عون عن عبد اللہ قال قال عمر رضی اللہ عنہ ایہا المؤمنون اجعلوا القرآن وسیلة الی نجات موقوفکم فتحلقوا و قولوا اللہم لهذا المیت بحرمة القرآن و تنا و لوا بایدیکم متاویبہ و فعل عمر رضی اللہ فی اخر خلافة لامرۃ مملیۃ بحسینۃ بنت عریبہ زوجۃ ملاہ بجزء من القرآن من مال الی عمد یقتسأ لون فی خلفۃ عسیرین رجلاً و ما شاع ذلک فی خلافة عثمان رضی اللہ عنہ لا نکار مروان انتہی و قد شاع فی زمان ہارون الرشید صفحہ ۱۹۹ ج ۳۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اے مومنو! اپنے موتا کے لئے قرآن پاک کو خلائقہ بانہ کر وسیلہ بناؤ اور دست بدست ایک دوسرے کو پکڑاؤ اور منہ سے کہو اے اللہ بحرمت اس قرآن پاک اس میت کے گناہ معاف فرما اور سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی آخر خلافت میں ایک عورت جو حسینہ بنت عریبہ کے القاب سے ملقب تھی اس کی وفات پر بیس مردوں کے حلقہ میں صالی لا اعبد الذی سے لے کر تاعہم یتبعون تک پڑھ کر جیلہ کیا اور سیدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں مروان کی شرارت سے شائع نہ ہوا اور پھر ہارون الرشید کے زمانہ میں مشہور ہوا اب وہابی خبیث اپنے ہم مشرب مروان کی طرح مٹانے کی کوشش کرتے رہے ہیں لیکن ان کی سرکوبی کے لئے رب العزت نے کوئی نہ کوئی حنفی ہارون الرشید کی طرح پیدا کر ہی دیا۔

متذکرہ بالا قاتلون یعنی تذکرہ السلوک و شامی۔ و کبیری و عالمگیری و جامع الرموز۔

و فتاویٰ برہنہ و طحطاوی و خلاصۃ الفتاویٰ وغیرہ کتب کی عبارتیں جو نقل کی گئی ہیں ان کا خلاصہ ترجمہ و مطلب یہ ہے کہ اسقاط و حیلہ بدین ہیئت یعنی نقد و جنس بمع قرآن پاک تین مرتبہ تمہایا جاوے کہ یہ امر غیر میت کے لئے موجب کفارہ صوم و صلوة ہے مزید بریں اگر میت کی حالت غلاست میں کچھ نماز روزے فوت ہو گئے اور میت نے اس قدر مال بھی نہ چھوڑا کہ اس کی تہائی سے کفارہ نماز روزہ کا ادا ہو سکے اور میت کفارہ کی وصیت بھی کر کرے تو ولی پر لازم ہے کہ بدلے ہر نماز روزہ کے اور اسی طرح بعض نماز و روزے آدھا آدھا صاع گیلہوں فقیروں کو دے اور اگر تہائی مال میت اتنا نہ ہو یا اس نے وصیت نہ کی اور ولی میت اپنی طرف سے اس کا کفارہ دینا چاہیے گواس پر لازم نہیں مگر سب نماز روزے فوت شدہ کا کفارہ نہ دے سکے تو اندریں صورت اس مال کو تین چار بار بقتل ضرورت فقرہ میں گھماوے اس طرح کہ ولی ایک کو بخشے وہ دوسرے کو دوسرا تیسرے کو غلے بذالقیاس یہاں تک کہ وہ مال اس کے تمام روزے نماز فوت شدہ کے مقدار کو پہنچ جائے تو موجب ثواب ہے اور اگر میت نے باوجود مالدار ہونے کے وصیت نہ کی یا مقدار کفارہ سے کم مال کی وصیت کی تو میت مذکور گنہگار رہے گا یہ خلاصہ ہے تمام نصوص مذکورہ اور (جامع الصغیر للسیوطی) میں ہے عن محمد بن منکدر و عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان الصدقة جرت علی ید سبعین الف لکان اجر اخرهم مثل اجر اولهم (صفحہ ۱۹۹ ج ۳)

فتاویٰ سمرقندی) میں اور بھی ہے عن عبد الرحمن ابن ابی بکر انہ اوحد دور القرآن الکریم فی زمان عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان القرآن شافع علی المؤمنین حیاتیاً و بعد ممات یوں ہی جناب مولانا مولوی ابوجہر دیدار علی شاہ صاحب مرحوم امیر انجمن حزب الاحناف نے اپنے رسالہ تحقیق المسائل میں اس مسئلہ کو مدلل بیان فرمایا ہے۔



## خلاصہ

جواب یہ ہوا کہ جیکہ مروجہ موسومہ باسقاط جائز و درست ہے اس کا منکر چلے  
درجے کا گمراہ ہے دین بد مذہب ہے۔ هذا ما عندی واللہ اعلم۔

## جواب سوال دوم

اقول وبالله التوفیق رب زدنی علماً۔ جماعت ثانی بعد جماعت اول جائز ہے  
شامی و فتاویٰ ہندیہ و قاضی خاں و خلاصۃ الفتاویٰ و مجمع کتب فقہ میں مصرح ہے کہ  
جماعت ثانی ہے اذان و اقامت بحراب سے دائیں یا بائیں ہٹ کر بلا کر اہیت جائز  
ہے ہاں باذان و اقامت جدیدیت سابق جماعت ثانی مسجد حلد میں مکروہ ہے اور شارب  
عام کی مسجد میں باذان و اقامت جدیدیت سابق بھی مکروہ نہیں یوں ہی بہار شریعت  
میں مجمع فتاویٰ کا خلاصہ مذکور ہے۔ (صفحہ ۱۳۰ ج ۳)

(اعلیٰ حضرت جناب مولانا مولوی احمد رضا خان صاحب نے اپنے رسالہ قنوف  
الدائیہ میں اس جماعت ثانی کے جواز میں مکمل تفصیل فرمائی ہے) فہاں شہنت زیادہ  
التحقیق فافطر فیہ۔

## جواب سوال دوم

دعا بعد نماز جنازہ بلا ریب و عیب جائز و درست و مشروع ہے محیط میں ہے۔  
الدعاء بعد صلوة الجنائز لان الدعاء مخ العبادۃ۔ دعا اور نماز جنازہ جائز  
ہے اس لئے کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ اور نماز جنازہ بھی عبادت ہے حدیث شریف میں  
ہے۔ اذا صلیتم علی المیت فاخصلوا له الدعاء۔ واللہ اعلم۔ لا یصلی الامام  
فی الموضع الذی صلی فیہ حتی یتحول (رواہ ابوداؤد و مشکوٰۃ ص ۹۱/۳۶) جب تم  
میت پر نماز پڑھو تو پھر اس کے لئے خالص دعا مانگو۔

## جواب سوال چہارم

اقول بتحقیقہ و احول بتدقیقہ۔ شریعت مطہرہ میں میت کی کفنی پر کلمہ شہادت  
یا کلمہ توحید یا عہد نامہ لکھنا درست ہے اس کا منکر وہابی بد مذہب ہے۔ امام ترمذی نے ابن علی  
و امام بخاری نے نوادر الاصول میں روایت کی ہے کہ خود حضور پر نور شافع پیم البشر صلی  
اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ من کتب هذا الدعاء وجعله بین صدر المیت و کفنه  
فی رقعة لم ینلہ عذاب القبر ولا یری منکراً ولا نکیراً وهو هذا لا اله الا الله  
والله اکبر لا اله الا الله وحده لا شریک له لا اله الا الله له الملک وله الحمد  
لا اله الا الله ولا حول ولا قوة الا بالله العلی العظیم۔ ترجمہ: جو شخص اس دعا کو کسی  
پرچہ پر لکھ کر میت کے سینہ پر کفنی کے نیچے رکھ دے اسے عذاب قبر نہ ہوگا اور نہ اسے  
منکر نکیر نظر آئیں گے امام فقہ ابن نجیم نے اسی دعا و کلمہ شہادت کی نسبت لکھا ہے۔ اذا  
کتب هذا الدعاء او الشهادة فی کفن المیت دفع الله عنه العذاب الی یوم  
یفسخ فی الصور۔ ترجمہ: جب یہی دعا مذکور و کلمہ توحید میت کے سینہ پر لکھی جائے اللہ  
تعالیٰ قیامت تک اس میت سے عذاب اٹھا دے گا۔ امام ابن حجر مکی نے اپنے فتاویٰ میں  
اسی کلمہ شہادت کے متعلق لکھا ہے من کتب کلمة الشهادة وجعله بین صدر  
المیت او کتب علی کفن المیت لا ینال عذاب القبر ولا ینالہ منکر ولا نکیر  
اولہ شرح عظیم۔ ترجمہ: جس نے کلمہ شہادت لکھ کر میت کے سینہ پر رکھا یا کفنی پر لکھا  
اس میت کو عذاب قبر نہ ہوگا اور نہ اس کے پاس منکر نکیر آئیں گے اور اس کا بیان بہت  
لبا ہے۔ حضرت بٹول زہرا رضی اللہ عنہا نے اپنے انتقال کے قریب امیر المؤمنین  
حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اپنے غسل کے لئے پانی رکھوایا پھر غسل فرمایا پھر کفنی منگوا کر  
پہنا اور خطوط کی خوشبو لگائی پھر مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو وصیت فرمائی کہ میرے انتقال کے  
بعد میرا منہ کوئی نہ کھولے اور مجھے اسی کفنی میں دفن کر دیا جائے۔ میں نے پوچھا کسی اور  
نے بھی ایسا کیا ہے فرمایا ہاں کثیر ان عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے کفن کے کناروں پر لکھ



لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یوں ہی کتاب الامتحان میں ہے۔ ذکر امام الصفاق لو  
کتب علی جہۃ المیت او علی عمامتہ او علی کفہ کلمۃ الشہادۃ یرجی ان  
یغفر اللہ لہ ویجعلہ امنا من العذاب القبر۔ ترجمہ: امام صفار نے ذکر فرمایا اپنی  
کتاب میں کہ اگر میت کی پیشانی پر یا عمامہ پر یا کفن پر کلمہ شہادت لکھا جائے امید ہے  
کہ اللہ تعالیٰ میت کی مغفرت فرمادے گا اور قبر میں میت کو عذاب سے امن ہو جائے گا  
اور درختار میں ہے۔ لو کتب علی الجہۃ المیت او کفہ او عمامتہ کلمۃ  
الشہادۃ یرجی ان یغفر اللہ للمیت و او علی بعضہم ان یکتب فی جہتہ او  
صدرہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ففعل ثم روی فی المنام فسل فقال لما  
وضعت فی القبر جاء تنی ملائکۃ فلما رآوا مکتوبا علی جہتہ بسم اللہ  
الرحمن الرحیم قالوا امت من عذاب اللہ۔ ترجمہ: درختار میں ہے اگر لکھا جائے  
میت کی پیشانی پر یا کفن پر یا عمامہ پر امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میت کو بخش دے گا۔  
(حکایت) کسی شخص نے قبل از وفات وصیت کی کہ میرے مرنے کے بعد میری پیشانی پر  
یا سینے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھ دیجئے انہوں نے بسم اللہ شریف حسب الوصیت  
سینہ میت پر لکھ دی اور دفن کر دیا کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا  
معاملہ ہوا میت نے جواب دیا کہ جب میں قبر میں رکھا گیا اور میرے سینے پر فرشتوں  
نے بسم اللہ شریف لکھی ہوئی دیکھی تو کہنے لگے تو عذاب خدا سے امن میں ہو گیا یوں ہی  
فتاویٰ کبیری للعلی میں ہے۔ اس میں ہے واقف بعضہم بانہ قبل یطلب فعلہ لغرض  
صحیح مفسود فایبہ وان علم انہ یصبیہ نجاست۔ (ترجمہ) اس کی تائید و  
تاکید میں بعض دیگر علماء سے نقل کیا کہ غرض صحیح کے لئے ایسا کرنا مطلوب و مقصود ہے  
اس میں کوئی حرج نہیں۔ اگرچہ معلوم ہو کہ کفن کو نجاست پہنچ جائے یعنی یہ رو ہے وہابی  
کے اعتراض کا وہابی سید سے سادھے مسلمانوں کو یہ دھوکا دیتے ہیں اور بدظن کرتے ہیں  
کہ کلمہ شہادت کفن پر نخت ہے ادبی ہے کہ میت کے متعلق ہوتے وقت کلمہ شہادت ملوث

یہ نجاست ہو جاتا ہے لہذا کبیری للعلی میں اس کا رو ہے کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ غرض  
صحیح میت کی نجات کے لئے یوں کرنا جائز و درست ہے۔ وقد روی انہ مکتوب  
علی اقتحاذ الفراس فی اصطبل الفاروق رضی اللہ عنہ حبس فی سبیل اللہ۔  
ترجمہ: امام نصیر نے فرمایا کہ میت کے ساتھ کلمہ شہادت و عہد نامہ رکھنے کے جواز کی  
روایت ہے اور بیشک مروی ہوا کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے اصطبل میں کچھ گھوڑوں  
کے رانوں پر لکھا ہوا تھا۔ وقت فی سبیل اللہ اس سے صاف معلوم ہوا کہ جب اصطبل  
میں لقن کی جگہ گھوڑوں کی رانوں پر اللہ کا لفظ لکھنے میں ہے ادبی نہیں اظہار وقت کے  
لئے تو یہاں بھی میت کو عذاب قبر سے بچاؤ کے لئے کفن پر لکھنا ہے ادبی نہیں بحان اللہ  
وہابی کے پیروہ اعتراض کے رد میں کیا دندان شکن جواب ہوا۔ شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم  
نے اپنی کتاب قول الجلیل میں درود کے وقت یہ آیت والقہ ما فیہا و تخلت واذ  
نت لربہا و حققت لکھ کر عورت کے ران پر باندھنے کا لکھا ہے حالانکہ وہاں نجاست  
سے ملوث ہونے کا زیادہ خطرہ ہے اور بہت ممکن ہے کہ قادر مطلق مردہ میں جان ڈال کر  
حساب لینے پر جب قادر ہے تو وہ بعد حساب قبل از متعین ہونے میت کے اس کلمہ  
شہادت کو اٹھا لینے اور مٹا دینے پر بھی قادر ہے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ ہر میت متعین  
ہی ہوتا ہے۔ بعض بلکہ اکثر بندگان خدا کا کفن تک خراب نہیں ہوتا وہ اپنی قبروں میں  
نمازیں پڑھتے ہیں۔ مسلمانوں ان خبیثہ سے دور رہو۔ ان کے ہاں یا رسول اللہ کہنا کفر  
ہے۔ ان کے ہاں یا رسول اللہ کہنا درود شریف پڑھنا اولیائوں کے مزار پر جانا۔ بدینہ منورہ  
جانا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کو جانا یا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کہنا یہ سب  
شُرک و کفر ہے۔ یہ خبیثا جانتے ہیں کہ پرانے رسوم اسلام مٹا دئے جائیں یہ لوگ ذیاسب  
فسی قیاب۔ یعنی کپڑوں میں بھیڑے ہیں۔ ان کی امامت ناجائز ان کو مسجد سے فوراً نکالا  
جائے۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے درمنثور جلد سوم میں یہ حدیث نقل  
فرمائی۔ قال قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الجمعة خطباً فقال قم یا

فلان فاجر حج فانك منافق فاجر جهنم باسمالہم وفضحہم۔ ترجمہ: یعنی جمع کے  
 دن عین خطبہ کی حالت میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فلان اس لئے  
 کہ تو منافق ہے نکل جا مسجد سے نام لے لے کر حضور نے منافقین کو مسجد سے نکالا اور ان  
 کو رسوا و ذلیل کیا۔ پس ثابت ہوا کہ آیت کریمہ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ  
 ایسے مسفد اور بد باطن کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ یہی لوگ مسجدوں میں آکر قند و  
 فساد پر پا کرتے ہیں اور مسجدوں کو برباد و خراب وغیرہ آبا کرتے ہیں۔ اب نصف النہار  
 کی طرح واضح ہو گیا کہ ان خطبا کو مسجدوں سے نکالنا عین سنت رسول اللہ ہے اور جو لوگ  
 ان بے دینوں کی حمایت کرتے ہیں وہ بھی سخت جاہل ہیں۔ امام وہ ہو سکتا ہے جو سنی خفیہ شیخ  
 العقیدہ معتقد بزرگان دین ہو۔ ارشاد باری ہوتا ہے۔ فلا تقعدوا بعد الذکر مع القوم  
 الظالمین۔ وہابیہ بدعتی فاسق ہیں۔ ان کی اقتدا ہی ناجائز ہے۔ مسلمانوں ان سے دھوکا نہ  
 کھاؤ۔ لا یسلع المؤمنون من حجر مروتین۔ یہ وہابیہ تمہیں اٹھا کر شیطان کی طرح  
 اپنے آپ کو سنی مانتے ہیں۔ وقاسمہما انی لکما لمن الناصحین۔ سیدنا علی  
 رضی اللہ عنہ نے ایک واعظ کو جو ناخ منور کو نہیں جانتا تھا مسجد سے نکال دیا تھا (تفسیر  
 عزیزی) اشباہ و انظار میں ہے کہ موزی کو مسجد میں آنے سے منع کرتا ہے۔ منقول از  
 نصر المقلدین تمام علماء کا اتفاق ہے کہ یہ وہابیہ منافق نقیہ باز ہیں ان المسافقین فی  
 المدرك الاسفل من النار انہی وہابیہ خطبا کے متعلق جمع فتاویٰ میں اور فتاویٰ ہزارہ  
 میں۔ مصرح ہے کہ من شک فی کفرہم و عذابہ فقد کفر جو ان وہابیہ کے کفر و  
 عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسوں کے حق میں  
 فرمایا: ایہام وایاکم لا یصلونکم ولا یفتونکم (الحديث) ترجمہ: اپنے آپ کو ان  
 سے دور رکھو اور ان کو اپنے سے دور کرو دوسری حدیث شریف میں ہے۔ فلا  
 تجالسوہم ولا تشاربوہم ولا تواکلوہم ولا تناکلوہم نہ ان کی مجلس کرو نہ  
 ان کے ساتھ کھاؤ پو نہ ان سے بیاہ شادی کرو۔ بلکہ علمائے ثقات کا متفقہ فیصلہ ہے کہ ان

کی اقتدی کیا بلکہ جس جماعت میں ایک بھی وہابی ہو سب جماعت کی نماز ناجائز ہے۔  
 سوال: مولوی صاحب وہابی کون ہوتے ہیں؟  
 جواب: محمد ابن عبد الوہاب نجدی کے پیرو ہیں۔  
 سوال: کیا ان کے کوئی اور القاب بھی ہیں؟  
 جواب: ہاں جی ان خطبا کے چار القاب ہیں۔ وہابی نجدی، اہل حدیث، غیر  
 مقلد۔

سوال: مولوی صاحب ان القاب کی وجہ تسمیہ کی کیا ہے؟  
 جواب: ان کو وہابی اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ یہ لوگ اپنے ابا جان محمد ابن عبد  
 الوہاب نجدی بد مذہب کے مذہب پر ہیں۔ ان کو نجدی اس لئے کہتے ہیں کہ نجدی غیبیت  
 کے مذہب پر ہیں۔ اہل حدیث ان کو اس لئے کہتے ہیں کہ اصلی ان خطبا کا نام اہل  
 غیبیت تھا انہوں نے شرم کے مارے اپنا نام اہل غیبیت کا ہم وزن اہل حدیث رکھ لیا ہے  
 تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ یہ لوگ حدیث کے عامل اور حدیث کے جاننے والے ہیں اور غیر  
 مقلد ان کو اس لئے کہتے ہیں کہ انہر رابع میں سے کسی امام کے پیرو و مقلد نہیں۔

سوال: مولوی صاحب ان کا عقیدہ کیا ہے؟

جواب: ان خطبا کا عقیدہ یہ ہے کہ نقد خفی شافعی، مالکی، حنبلی کو نہیں مانتے ان  
 چاروں اماموں کے قبیحین کو شرک بدعتی جانتے ہیں۔ سواد اعظم جن کے متعلق حضور علیہ  
 الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اتبعوا سواد الاعظم فانہ من شذ شد فی النوا ان کو بدعتی  
 کہتے ہیں۔

سوال: مولوی صاحب جو اجتہاد ائمہ اربعہ کو نہ مانتے اس کے متعلق شرعی حکم کیا  
 ہے۔

جواب: فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ اجتہاد کا جو منکر ہو قطعاً کافر خارج از اسلام  
 ہے۔



سوال: مولوی صاحب ان وہابیوں کے کچھ اور بھی عقیدے ہیں تو وہ بھی بتائیے۔

جواب: جی ان بدعقیدوں کے عقائد کی فہرست تو بے شمار ہے مگر چند عقیدے ذکر کئے دیتا ہوں ان کے ہاں یا رسول اللہ کہنا درود شریف پڑھنا اولیاء اللہ کو ماننا ان کی مزاروں پر جانا مجلس میلاد شریف کرنا شرک و کفر ہے اور رفع الیدین کہنا آمین بالجہر کرنا سینے پر ہاتھ رکھنا یا بطور کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کی کہنی پر اور بایاں ہاتھ دائیں ہاتھ کی کہنی پر رکھنا ان کے ہاں جائز و درست ہے دونوں چیزوں کو بہت پھیلا کر کھڑا ہونا ان کے ہاں جائز ہے۔

سوال: وہابیہ نماز میں کیسے کھڑے ہوتے ہیں؟

جواب: جیسا اونٹ بیٹشاب کرتے وقت ناٹکیں پھیلا کر کھڑا ہوتا ہے۔

سوال: محمد ابن عبد الوہاب نجدی تو نجد میں ہندوستان میں وہابیت کون لایا۔

جواب: مولوی اسماعیل دہلوی جس کو شہید کہتے ہیں یہ محمد ابن عبد الوہاب نجدی کی تصنیف کتاب التوحید لایا اور اس کی شرح تقویۃ الایمان لکھی جو فی الحقیقت تقویۃ الایمان ہے۔ محمد اسماعیل دہلوی کے اذائب سید احمد بریلوی عبد اللہ غزنوی جن کے پودے امرتسر اور لاہور چینی والی مسجد میں لگے ہوئے ہیں اور اسماعیل دہلوی کی ذریت شمالی پہاڑوں کے پیچھے مجاہدین کے نام سے چرکنڈ وغیرہ میں چھپے بیٹھے ہیں۔

سوال: یہ مجاہدین کب سے شمالی پہاڑوں میں آکر بیٹھے۔

جواب: شاہ شہاب الدین عالمگیر غانی کے زمانہ میں اور مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں۔

سوال: اسماعیل شہید کی ذریت جن کو مجاہدین کہتے ہیں چرکنڈ وغیرہ کیسے پہنچے۔

جواب: اسماعیل دہلوی نے دہلی کے بادشاہ کے مقابلے میں شکست فاش کھا کر لاہور آکر رنجیت سنگھ سے مدد مانگی۔ رنجیت سنگھ نے انکار کیا پھر پشاور پہنچ اپنے جیلوں

کے ساتھ افغانوں سے مدد مانگی۔ مولوی حافظ دراز صاحب نے جن کا حاشیہ قاضی مبارک پر ہے۔ اسی کو مناظرہ میں شکست فاش دے کر ذلیل و خوار کیا۔ افغانوں کو بتا دیا کہ یہ وہابی ہے وہاں سے پٹھانوں کے خوف سے ہزارہ کے پہاڑوں سے بھاگتا ہوا بالاکوٹ میں کسی پٹھان نے مار ڈالا پھر حکومت برطانیہ کی آزادی میں ترقی پکڑ گئے اگرچہ علماء احناف نے ان کو قتل و قتل ہے حد ذلیل کیا مگر آزادی کی وجہ سے ان خبیث کا قلع قمع نہ ہوا۔

سوال: قاضی میر عالم و بی سکندر پورہ الا کیسے عقیدہ کا آدمی تھا۔

جواب: وہ بھی وہابی ہی تھا یہ ہے خلاصہ عقائد وہابیہ کا۔



## تقریظ و تصدیق

شیخ الحدیث استاد العلماء سید المناظرین ابوالبرکات سید احمد صاحب

ناظم دارالعلوم مرکزی انجمن حرب الاحناف لاہور پاکستان

حیدر مروجہ اسقاط صوم و صلوٰۃ کے جواز و اباحت و استحسان میں اصلاً کلام نہیں بلاشبہ بطریقہ مذکور مسطور جائز و مباح بلکہ مستحسن ہی جیسا کہ محیب لیب حضرت مولانا مولوی مفتی محمد غلام جان صاحب قادری رضوی بزرگوار نے متعدد حوالیات کتب مستندہ و معتبرہ فقہ سے اور نیز مستند علماء انصاف کے رسائل سے مسئلہ کی تائید فرمائی ہے۔ فقیر حقیر کا بھی یہی مسلک ہے۔ محیب جیب نے مسئلہ کی وضاحت فرماتے ہوئے تصریح فرمادی ہے کہ میت اگر مستطیع و متول ہے تو اس کو اپنی نماز و روزہ کے فدیہ کے متعلق وصیت کرنا واجب ہے اور وراثہ پر واجب ہے کہ اس کے ترکہ سے ایک تہائی میں سے ہر نماز و ہر روزہ کے عوض نصف صاع گندم یا ایک صاع جو فقیر و مسکین کو بطور تملیک دیں ورنہ گناہگار مرنے گا۔ اور جب کہ اس نے وصیت بھی نہیں کی یا وہ تادار تو تبرعاً اور تطوعاً و ترہماً و رفاً جلد مروجہ پر عمل کریں فقراء مساکین یکے بعد دیگرے نقد و جنس وغیرہ اشیاء کو ایجاب قبول کرتے اور ایک دوسرے کو تملیک کرتے اور اس کا ثواب میت کو بخشے چلیں تو امید سیکندوشی ہے اور تبدل ملک سے حکم میں بھی بدل جاتا ہے۔ جیسا کہ نور الانوار میں مصرح ہے اس مسئلہ کی توضیح جامع الحق میں بھی ہے جماعت ثانیہ علی ہیئت الاول نہ ہو تو بلاشک و شبہ جائز و درست ہے بلکہ حدیث مشکوٰۃ سے ثابت ہے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اس کے جواز میں رسالہ القنوط الذایہ تصنیف فرمایا دعا بعد نماز جنازہ جب کہ اہل سنت و جماعت کا معمول ہے اور تمام بلاد اسلامیہ میں مروج ہے تو بلاشبہ جائز ہے

ممانعت کی کوئی وجہ نہیں جب کہ نماز سے فارغ ہوتے ہی صفیں منتشر و متفرق ہو جاتی ہے۔ حدیث شریف میں ہے اذا صلیتم علی المیت فاخلصوا له الدعاء رواہ ابوداؤد و ابن ماجہ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ (مشکوٰۃ) اس حدیث میں فاخلصوا له فرمایا ہے اور اہل علم پر مخفی نہیں کہ ف تعقیب و وصل کے لئے حقیقت ہے لہذا بعد دعا الصلوٰۃ یا خلاص کی اباحت مستفاد ہوتی ہے۔ نیز مرسوم میں ہے۔ ان سبقتموا با الدعاء واللہ تعالیٰ اعلم فقیر قادری ابوالبرکات سید احمد مفتی عنہ ناظم دارالعلوم مرکزی انجمن حرب الاحناف پاکستان لاہور۔

## تقریظ و تصدیق مصنف اور اق غم و دیگر تصانیف کثیرہ

علامہ سید ابوالحسنات سید المجاہدین محمد احمد صاحب قادری

خطیب مسجد وزیر خان صدر مرکزی جمعیت العلماء پاکستان لاہور

اقول وباللہ التوفیق۔ محیب لبیب حضرت مولانا محمد غلام جان سلم الرحمن نے خود بھی وضاحت فرمادی ہے پھر مصدق اول مولانا ابوالبرکات صاحب تقریق کر چکے ہیں۔ پھر مزید توضیح تکمیل حاصل ہے محیب و مصدق صاحبان نے جس طرح حیلہ مرہبہ و اسقاط کے ثبوت میں استدلال پیش کئے ہیں بالکل جائز و درست ہیں۔

کتبہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری

خطیب مسجد وزیر خان

صدر مرکزی انجمن جمعیت العلماء لاہور پاکستان

تصدیق و تقریظ ابوالرشید جناب مولانا و بالفضل اولانا مولوی عبدالعزیز صاحب خطیب جامع مہتاب الحمد للہ علی باکفا والصلوة والسلام علی رسول محمد المصطفیٰ جو کچھ مولانا و بالفضل اولانا نے والدہ اشخ تحریر فرمایا ہے بالکل صحیح و درست ہے اسی پر اہل سنت و جماعت کا تعامل ہی حضرت علامہ اخیر و القیامۃ الشہیر شایعہ الاستاذ اشخ یوسف العزیز الدینی رحمۃ اللہ علیہ نے تنبیہ الانام سن کیفیہ الصلوٰۃ والعیام مطبوعہ مدینہ منورہ رجب ۱۳۳۰ء حیلہ اسقاط کے متعلق ایسا ہی تحریر فرمایا ہے۔ اسی طرح حیلہ اسقاط کی تفصیل و تہیہ الصراط نے مسائل الصدقات والاسقاط میں ہے۔ فتاویٰ عالمگیری کتاب النحل میں اور دیگر کتب فقہ میں نکوالہ حدیث و قرآن مسطور ہے۔

جماعت ثانیہ کا ثبوت بطریق بالا کہی ہوئی رد و الحار وغیرہ میں موجود ہے اور کتب پر

لکھنا یہی جائز ہے۔ شاہ ولی اللہ صاحب نے عورت کے دروزہ کے لئے قرآن کریم کی آیت کا لکھ کر ان پر پابندی بتایا ہے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے زکوٰۃ کے اونٹوں کی رانوں پر لکھنا بھی مذکور و مسطور ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

رحمت حق بھانہ میطلبہ رحمت حق بھانے طلبہ

ہذا ما عندی واللہ ورسولہ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم کتبہ  
عبد العزیز اصلح اللہ اعمالہ و حالہ یتیم مہتاب لاہور۔

المجواب حق والحق احق بالاتباع ذلک کذلک وانا صقر بذلک  
محمد انور سید محمود احمد رضوی

مدرس مدرسہ حزب الاحناف لاہور مدینہ مفتی دار رضواں لاہور۔

ہذا هو الحق والصواب۔

محمد عالم

مدرس مدرسہ حزب الاحناف پاکستان لاہور۔

## تذہیل

مسلمان بھائیو سزگندہ والے کے سچے شہید ابوابیہ کے کمرہ فریب میں نہ آؤ یہ لوگ سبز باغ و شہر کریش میں ملتا کر پرانے رسم و رسوم شرعیہ کو بدعت بنا کر سیدھے سادھے نقلی مسلمانوں کو سیدھے راستے سے ہٹا کر اپنے شیخ نجد کی گیت کا کر مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ اللہ انصاف کرو انصاف کی بات سن کر دل کو صاف کرو وہ ابوابیہ سے بچو ایسا کم و ایسا ہم لایضلونکم ولا یفتنونکم ہذا اراینا ولکم الخیار وما علینا الا البلاغ وسیعلم الذہین ظلموا ی منقلب ینقلبون۔ چوں درخاند کس است یک حرف بس است و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوة والسلام علی خاتم النبیین سیدنا و مولانا محمد والہ و اصحابہ اجمعین آمین یا رب العلمین۔



## مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

جب داعی نبیت اللہ شریف سے فارغ ہوا تو ملتزم کے نیچے کھڑے ہو کر  
مولوی محمد اعظم صاحب کی میت میں یہ مناجات پڑھی

اے تو خالق ہے ارض و سما نہیں کوئی خالق تیرے ماسوا  
ہیں محتاج سب اور تجھے ہے غنا فنا ہیں یہ سب اور تجھے ہے بقا

اے دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑے ہوں ملول

طفیل محمد جو مطلوب تو محمد مرام ہے محبوب تو  
کلام اس کی سے خاص مرغوب تو جو منکر ہے اس کا وہ مفضوب تو

اے دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑے ہوں ملول

اے طفیل محمد شفیق طفیل ابوبکر یار صدیق  
جو ہیں ثانی آئین غار رفیق گناہوں سے گردن کو کر دے شفیق

اے دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑے ہوں ملول

طفیل علی شیر خبیر حکم اسی طرح عثمان جو ہیں ذوالنہین  
نواسے نبی کے حسین و حسن تو کر مجھ پہ اپنا فضل اور مہن

اے دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑے ہوں ملول

شفاعت محمد مجھے ہو نصیب لوئے محمد بھی مجھے ہو قریب  
بہی چاہتا ہوں میں کہ روز حبیب محمد کو کر دے تو میرا طیب

اے دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑے ہوں ملول

جواب کلیریں آسان ہو تنگی تیرے امن و آمان ہو  
میری خاتمہ آخر ایمان ہو ادھر کا سفر مجھ پہ آسان ہو

اے دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑے ہوں ملول

غریب اور مسکین ہوں بے نوا نہ فریاد رس کوئی تیرے سوا  
تجھ ہی سے عرض کرتا ہوں اسے خدا مجھے علم و عرفان کر دے عطا

اے دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑے ہوں ملول

مجھے باطنی علم محمول ہو مجھے علم معقول و منقول ہو  
اسی پر عمل کرنا معمول ہو میرا نور سے سینہ مقبول ہو

اے دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑے ہوں ملول

میرے بھائی ماں باپ اور اقربا اسی طرح اصحاب احباب ما  
یہی ہے دعا میری صبح و ما ہم پہ کر دے تو ان کو فدا

اے دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑے ہوں ملول

عزیز و غلیل و جو ہیں انویاں وسیع سید ہر دو جو ہیں فدویان  
میرے ہر دو ماموں جو غور و نکلاں سعید و غنی سب کو کر حکمران



اے دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑے ہوں ملوں

بہتے میرے مولوی و حبیب پھر محبوب یہ سب ہیں میرے قریب

پھر ان کو جو اولاد ان کے قریب ان سب کو علم اور سفا کر نصیب

اے دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑے ہوں ملوں

میرا ج ہو مقبول ہر در نیز میرے سب گناہ ہوویں کافور نیز

غلامی سے ہو جاؤں سب کا عزیز میری خاتمہ ہووے بالآخر نیز

اے دعا میری کر تو قبول

تیرے در کے نیچے کھڑے ہوں ملوں

ملنے کا پتہ

ابوالنظر مفتی محمد غلام جان صاحب

خطیب و متولی اونچی مسجد ملا خان

اندرون نکسالی دروازہ لاہور

# عشق رسول ﷺ کا تقاضا ہے

کہو ہم نبی کریم ﷺ کی عبادت کے فرمودات پر عمل کریں  
 بالخصوص یہ نیکانہ نماز باجماعت اور کھڑے اور سوجھے ہوئے  
 دارھی شریف رکھیں۔ تو یہیں جہنم کی دروازہ کھلے گی  
 کے طریقہ پر عمل کر کے جہنم چلے جائیں گے۔